جمادی الآخر 1443ھ
رجب المرجب
فروری 2022ء

جلد:01 شمارہ:04

ماہنامہ خواتین

سرکار کا مبارک نسب نامہ
مختصر واقعہ معراج
بچوں میں خودسری کی وجوہات وحل
مستقبل کی درست پلاننگ
بچوں میں پیٹ کی بیماریاں

نیک رشتہ ملنے کے لئے

جن لڑکیوں کی شادی نہ ہوتی ہو یا منگنی ہو کر ٹوٹ جاتی ہو وہ نمازِ فجر کے بعد یَا ذَاالْجَلَالِ وَالْاِکْرَام ۳۱۲ بار پڑھ کر اپنے لئے نیک رشتہ ملنے کی دعا کریں، اِن شآءَ اللہ جلد شادی ہو اور خاوند بھی نیک ملے۔ (مینڈک سوار بچھو، ص ۲۴)

کوڑھ اور پیلیا

سورۂ بیّنہ پڑھ کر برص و یرقان (یعنی کوڑھ اور پیلیے) والے پر دَم کریں اور لکھ کر گلے میں ڈالیں۔ کھانے پر دونوں وقت یہ سورت صحیح خواں (یعنی دُرُست پڑھنے والے) سے پڑھوا کر دَم کر کے کھلائیں خدا چاہے بہت زیادہ فائدہ ہو۔ (کام کے اوراد، ص ۳)

چوری سے محفوظ رہے

سورۂ توبہ لکھ یا لکھوا کر پلاسٹک کوٹنگ کروا کر اپنے سامان میں رکھیے، اِن شآءَ اللہ چوری سے محفوظ رہے گا۔ (چڑیا اور اندھا سانپ، ص ۲۹)

بینائی کی حفاظت کے لئے
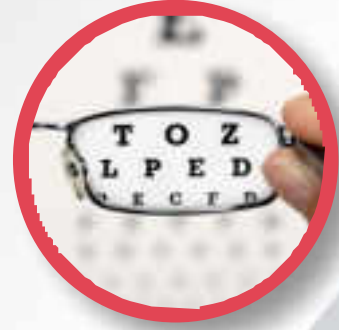
پانچوں نمازوں کے بعد گیارہ مرتبہ یَا نُوْرُ پڑھ کر دونوں ہاتھوں کے پوروں پر دَم کر کے آنکھوں پر پھیر لیجئے۔ (جنتی زیور، ص ۶۰۶)

سیب دَم کروانے کی برکت

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللہِ وَبَرَکَاتُہٗ! میرا نام محمد نواز عطّاری ہے، میرے چچا کے بیٹے فیاض احمد جن کی شادی ہوئے تقریباً سات سال ہو گئے تھے اور وہ اولاد کی نعمت سے محروم تھے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ جانشینِ امیرِ اہلِ سنّت حضرت مولانا الحاج ابو اُسید عبید رضا عطّاری مدنی مُدَّظِلُّہُ العالی سے 2018 میں سیب دَم کروا کر کھلایا تو اَلْحَمْدُ لِلّٰہ بچّی کی ولادت ہوئی ہے۔ محمد نواز عطّاری (رکن کابینہ مجلس ائمہ کرام، ایبٹ آباد زون، لاہور ریجن)

نوٹ: سیب دَم کروانے کے لئے عالمی مدنی مرکز فیضانِ مدینہ کراچی کے ان دو نمبرز پر رابطہ کر سکتے ہیں:

02138696333 | UAN: +92 21111252692

CONTENTS

شرعی تفتیش: مولانا عبد الماجد عطاری مدنی دار الافتاء اہل سنت (دعوتِ اسلامی) تاثرات (Feedback) کے لئے

اپنے تاثرات، مشورے اور تجاویز نیچے دیئے گئے ای میل ایڈریس اور واٹس ایپ نمبر (صرف تحریری طور پر) پر بھیجئے:

mahnamahkhawateen@dawateislami.net 0348-6422931

پیش کش: شعبہ خواتین المدینۃ العلمیہ (اسلامک ریسرچ سینٹر) دعوتِ اسلامی

حمد

اے خالق و مالکِ ربِّ عُلٰی

اے خالق و مالکِ ربِّ عُلٰی سُبْحٰنَ اللہ سُبْحٰنَ اللہ
تُو رب ہے میرا میں بندہ تیرا سُبْحٰنَ اللہ سُبْحٰنَ اللہ

ہم منگتے ہیں تُو مُعْطِی ہے ہم بندے ہیں تُو مولٰی ہے
محتاج تیرا ہر شاہ و گدا سُبْحٰنَ اللہ سُبْحٰنَ اللہ

ہم جرم کریں تُو عَفْو کرے ہم قہر کریں تو مہر کرے
گھیرے ہے جہاں کو فضل تیرا سُبْحٰنَ اللہ سُبْحٰنَ اللہ

تُو والی ہے ہر بیکس کا تُو حامی ہے ہر بے بس کا
ہر اِک کے لئے در تیرا کُھلا سُبْحٰنَ اللہ سُبْحٰنَ اللہ

ہم عیبی ہیں ستّار ہے تُو ہم مجرم ہیں غفّار ہے تُو
بدکاروں پر بھی ایسی عطا سُبْحٰنَ اللہ سُبْحٰنَ اللہ

رازِق ہے مور و مگس کا تُو غفّار ہے نیک و بد کا تُو
ہے سب پر تیری جُود و عطا سُبْحٰنَ اللہ سُبْحٰنَ اللہ

یہ سالِک مجرم آیا ہے اور خالی جھولی لایا ہے
دے صدقہ رحمتِ عالم کا سُبْحٰنَ اللہ سُبْحٰنَ اللہ

دیوانِ سالِک، ص 3

از مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃُ اللہِ علیہ

نعت

ہم خاک ہیں اور خاک ہی ماوا ہے ہمارا

ہم خاک ہیں اور خاک ہی ماوا ہے ہمارا
خاکی تو وہ آدم جَدِ اعلٰی ہے ہمارا

اللہ ہمیں خاک کرے اپنی طلب میں
یہ خاک تو سرکار سے تَمغا ہے ہمارا

جس خاک پہ رکھتے تھے قدم سیّدِ عالَم
اُس خاک پہ قرباں دلِ شیدا ہے ہمارا

خم ہوگئی پُشتِ فلک اس طعنِ زمیں سے
سُن ہم پہ مدینہ ہے وہ رتبہ ہے ہمارا

اُس نے لقبِ خاک شہنشاہ سے پایا
جو حیدرِ کرّار کہ مولٰی ہے ہمارا

ہے خاک سے تعمیر مزارِ شہِ کونین
معمور اِسی خاک سے قبلہ ہے ہمارا

ہم خاک اڑائیں گے جو وہ خاک نہ پائی
آباد رضا جس پہ مدینہ ہے ہمارا

حدائقِ بخشش، ص 32

از اعلٰی حضرت امام احمد رضا خان رحمۃُ اللہِ علیہ

سلسلہ تفسیرِ قرآنِ کریم

شرعی پردہ

بنتِ طارق عطاریہ مدنیہ
ناظمہ جامعہ فیضانِ عطار
شفیع کا بھٹہ سیالکوٹ

بلا شبہ یہ ایک حقیقت ہے کہ اسلام نے دنیا سے بے حیائی کو ختم کرنے اور پاکیزہ معاشرہ عطا کرنے کے لئے مسلمان خواتین کو حجاب کا حکم دیا ہے، کیونکہ پردہ ہی وہ واحد شے ہے، جس سے عورتوں کا صحیح معنی میں تحفظ ہو سکتا ہے۔ اسلام میں پردے کی اہمیت اس سے بھی واضح ہوتی ہے کہ قرآنِ کریم میں 7 آیتیں پردے کے احکام کے متعلق نازل ہوئیں۔ جن میں سے ایک آیت یہ بھی ہے: یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَ بَنٰتِكَ وَ نِسَآءِ الْمُؤْمِنِیْنَ یُدْنِیْنَ عَلَیْهِنَّ مِنْ جَلَابِیْبِهِنَّؕ ذٰلِكَ اَدْنٰۤى اَنْ یُّعْرَفْنَ فَلَا یُؤْذَیْنَؕ وَ كَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا(۵۹)

(پ22، الاحزاب:59) ترجمۂ کنز العرفان: اے نبی! اپنی بیویوں اور اپنی صاحبزادیوں اور مسلمانوں کی عورتوں سے فرما دو کہ اپنی چادروں کا ایک حصہ اپنے اوپر ڈالے رکھیں یہ اس سے زیادہ نزدیک ہے کہ وہ پہچانی جائیں تو انہیں ستایا نہ جائے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

تفسیر: اے پیارے حبیب! اپنی ازواجِ مطہرات، اپنی صاحبزادیوں اور مسلمانوں کی عورتوں سے فرما دیں کہ جب انہیں کسی حاجت کے لئے گھر سے باہر نکلنا پڑے تو وہ اپنی چادروں کا ایک حصہ اپنے منہ پر ڈالے رکھیں اور اپنے سر اور اپنے چہرے کو چھپائیں۔[1] مدینہ طیبہ میں یہود و مشرکین کی کافی تعداد تھی جن کے اوباش نوجوان شرم و حیا کی قدروں سے ناواقف اور فسق و فجور کے دلدادہ تھے۔ ان کی ایک بری عادت یہ بھی تھی کہ جب عورتیں اپنے گھروں سے کسی ضروری کام کے لیے نکلتیں تو وہ ان کا تعاقب کرتے۔ خصوصاً شام کے وقت جب وہ قضائے حاجت کے لیے باہر جاتیں تو راستوں پر نشیبی جگہوں پر، درختوں کی اوٹ میں کھڑے ہو جاتے اور جب کوئی عورت ادھر آ نکلتی تو اس کو پھانسنے کی کوشش کرتے۔ یہ ان کے ہاں عام دستور تھا۔ اس کو زیادہ معیوب بھی نہیں سمجھا جاتا تھا۔ مگر جب حضور کی آمد ہوئی اور مسلمان خواتین کو بھی ضروری کاموں کے لیے گھر سے نکلنا پڑتا تو وہ اوباش یہی رذیل حرکتیں کرتے۔ اگر انہیں ٹوکا جاتا، تو وہ کہتے ہم: پہچان نہیں سکے کہ یہ مسلم خاتون ہے ورنہ ہماری کیا مجال تھی کہ ہم ایسا کرتے۔ چنانچہ مسلمان عورتوں کو یہ حکم دیا گیا کہ جب وہ اپنے گھروں سے باہر نکلیں تو ایک بڑی چادر سے اپنے آپ کو اچھی طرح لپیٹ لیا کریں۔ پھر اس کا ایک پلو اپنے چہرے پر ڈال لیا کریں تاکہ دیکھنے والوں کو پتہ چل جائے کہ یہ مسلمان خاتون ہے، اس طرح کسی بد باطن کو ستانے کی جُرأت نہ ہو گی۔[2]

جلابیب کی وضاحت: اس آیتِ کریمہ میں جلابیب کا لفظ جِلْباب کی جمع ہے جس کا معنی ہے: بڑی چادر۔ ایک قول کے مطابق مراد وہ کپڑا ہے جسے عورت اپنے کپڑوں کے اوپر پہنتی ہے۔[3] تفسیر ابنِ کثیر میں ہے کہ جِلْباب وہ چادر ہے جو دوپٹے کے اوپر اوڑھی جاتی ہے۔[4] حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے اس کی ہیئت یہ بیان فرمائی کہ اللہ پاک نے مسلمانوں کی عورتوں کو حکم دیا کہ جب وہ کسی ضروری کام سے اپنے گھروں

سے نکلیں تو اپنے سروں کے اوپر سے چادر لٹکا کر چہروں کو چھپا لیں اور آنکھ (راستے میں دیکھنے کے لئے) کھلی رکھیں۔[5]

امام محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے مشہور تابعی حضرت عبیدہ رحمۃ اللہ علیہ سے اس آیتِ مبارکہ یُدۡنِیۡنَ عَلَیۡهِنَّ مِنۡ جَلَابِیۡبِهِنَّ ؕ کی تفسیر کے متعلق پوچھا تو آپ نے چادر کو اپنے سر اور چہرے پر اس طرح لپیٹ لیا کہ صرف آنکھیں نظر آرہی تھیں۔[6] یعنی عورت پورے بدن کو سر اور چہرے سمیت ڈھانپ لے اور بقدرِ ضرورت آنکھ کھولے رکھے، تاکہ راستے میں دیکھ کر چلنے میں دشواری نہ ہو۔

نبی پاک صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم نے ازواجِ مطہرات کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: تمہارے لئے اس کی اجازت ہے کہ تم اپنی ضرورت کے لئے (گھر سے) باہر نکلو۔[7] معلوم ہوا کہ حضور نبیِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کا عمل اس بات پر شاہد ہے کہ آیتِ حجاب نازل ہونے کے بعد بھی آپ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم نے ضرورت کے مواقع پر عورتوں کو گھروں سے پردے کے ساتھ نکلنے کی اجازت دی۔ اسی طرح حج و عمرہ کے لئے ازواجِ مطہرات کا آپ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کے ساتھ جانا بھی احادیثِ صحیحہ سے ثابت ہے۔ جیسا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ہم حضور صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کے ساتھ سفرِ حج میں حالتِ احرام میں تھیں، جب ہمارے پاس سے سوار گزرتے تو ہم اپنی چادروں کو اپنے سروں سے لٹکا کر چہرے کے سامنے کر لیتیں۔ اور جب وہ گزر جاتے تو ہم چہرے کھول لیتیں۔[8]

اسی طرح کثیر روایات سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ ازواجِ مطہرات و دیگر صحابیات رضی اللہ عنہن اپنے والدین سے ملاقات کے لئے گھروں سے نکلتیں اور عزیزوں کی بیمار پُرسی و تعزیت وغیرہ میں بھی شرکت کرتی تھیں، لیکن یاد رکھئے! جب وہ گھروں سے نکلا کرتی تھیں تو موٹی اور لمبی چادریں لپیٹ کر نکلتیں۔ کیونکہ فطرت کا تقاضا ہے کہ جو چیز قیمتی ہوتی ہے، اس کو خفیہ اور پوشیدہ رکھا جاتا ہے، جیسا کہ قرآنِ کریم اور خانہ کعبہ پر غلاف ان کی عزت و حرمت کے سبب ہے، اسی طرح پردہ بھی عورت کی حُرمت کو ظاہر کرتا ہے۔

ذرا سوچئے! اس پاک زمانے میں جو صحابہ و صحابیات کا دور تھا، جہاں فتنوں کا گمان بھی نہیں کیا جاسکتا، تقویٰ و پرہیزگاری اور خوفِ خدا عروج پر تھا، اس کے باوجود پردے کی اس قدر پابندی کی جاتی تھی اور آج اتنی صدیاں گزرنے کے بعد جب کہ گناہوں کا سلسلہ عروج پر ہے، فتنوں اور فیشن کی بھرمار اور بدنگاہیوں کے بازار ہر طرف گرم ہیں۔ ایسے عالم میں موجودہ زمانے کی عورتوں کو پردے کی کس قدر حاجت ہوگی!

جو خواتین یہ کہتی سنائی دیتی ہیں کہ پردہ دل کا ہونا چاہئے، آنکھوں میں حیا ہونی چاہئے، منہ ڈھانپنے کی کیا ضرورت ہے!!! ان سے عرض ہے کہ کیا معاذَ اللہ ان کے دل اُمّہات المومنین سے زیادہ پاک ہیں؟ یا ان سے زیادہ ان کی آنکھوں میں حیا ہے؟ معاذَ اللہ! ہرگز ایسا نہیں! یقیناً یہ صرف شیطان کے بہکاوے ہیں۔ لہٰذا مسلمان خواتین کو چاہئے کہ احکامِ شرعیہ پر عمل کرتے ہوئے اُمّہات المومنین کی سیرت کو اختیار کرتے ہوئے پردے کو اختیار کریں ان شاءاللہ معاشرہ امن کا گہوارہ بن جائے گا اور آج کے دور میں جو فحاشی اور درندگی پھیل رہی ہے، اس میں بھی کافی حد تک روک تھام ہوگی۔

اللہ کریم ہمیں شرعی پردہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اٰمِین بِجاہِ النّبیِّ الْاَمین صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم

بے بسی میں بھی حیا باقی رہی
سب حسینی پردہ داروں کو سلام[9]

---

(1) تفسیر صراط الجنان، 8/94 (2) البحر المحیط، پ22، الاحزاب، تحت الآیۃ: 59، 7/240 مفہوما (3) البحر المحیط، پ22، الاحزاب، تحت الآیۃ: 59، 7/240 (4) تفسیر ابنِ کثیر، پ22، الاحزاب، تحت الآیۃ: 59، 6/425 (5) تفسیرِ طبری، پ22، الاحزاب، تحت الآیۃ: 59، 10/332، رقم: 28637 (6) تفسیر ابنِ ابی حاتم، الاحزاب، تحت الآیۃ: 59، ص3155، رقم: 17791 ملخصاً (7) بخاری، 3/306، حدیث: 4795 (8) ابوداود، 2/241، حدیث: 1833 (9) وسائلِ بخشش مرمم، ص606

ہر شخص نگران ہے

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّہُ قَالَ اَلَا کُلُّکُمْ رَاعٍ وَکُلُّکُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِیَّتِہٖ [1] یعنی حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے: حضور نبیِ رحمت صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم سب نگران ہو اور تم میں ہر ایک سے اس کے ماتحتوں کے بارے میں سوال ہوگا۔

شرحِ حدیث: مذکورہ حدیث میں لفظ ”رَاعٍ“ آیا ہے، اس کا معنی بیان کرتے ہوئے حکیمُ الامت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: رَاعِیْ کے لغوی معنی ہیں چرواہا، اصطلاح میں ہر محافظ اور حاکم کو رَاعِیْ کہہ دیتے ہیں کہ جیسے چرواہا ساری بکریوں کا ذمہ دار ہوتا ہے کہ اگر ایک بکری بھی ضائع ہوگئی تو بکری والا اس سے مطالبہ کرتا ہے، ایسے ہی رب تعالیٰ اس سے ماتحت بندوں کے متعلق سوال فرمائے گا۔[2]

کیا سوال صرف بادشاہ سے ہوگا؟ مذکورہ حدیث میں ہر ایک کو رَاعِیْ (نگران) فرمایا گیا ہے، تاکہ کوئی یہ نہ سمجھے کہ صرف بادشاہ سے اس کی رعایا کے متعلق سوال ہوگا، بلکہ ہر شخص سے اس کے ماتحت لوگوں کے بارے میں سوال ہوگا، مرد سے اس کی بیوی بچوں کے متعلق، عورت سے اس کے شوہر اور شوہر کے گھر، مال، اولاد کے متعلق سوال ہوگا۔

مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: عورت سے سوال ہوگا کہ تم نے اپنے شوہر کی خدمت کی کہ نہیں؟ خاوند کے مال اور اولاد کی خیر خواہی کی یا نہیں؟[3]

نگران ہونے کی حیثیت سے عورت کی ذمہ داریاں: ایک نگران ہونے کی حیثیت سے عورت پر جو ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں، ان میں سے چند یہ ہیں: **(1) عورت شوہر کی امانت ہے:** عورت خود بھی شوہر کی امانت ہے، لہٰذا عورت کو چاہئے کہ خود کو غیر مردوں سے بچانے کا پورا پورا انتظام کرے، غیر شرعی فیشن کرکے بے پردہ حالت میں اس طرح گھر سے باہر نہ جائے کہ نامحرموں کی نگاہیں اس پر اُٹھیں، کسی نامحرم یا اجنبی کو اپنے گھر میں شوہر کی غیر موجودگی میں ہرگز نہ آنے دے، چاہے وہ منہ بولا بیٹا، باپ یا بھائی ہی کیوں نہ ہو کہ ان سے بھی پردہ فرض ہے، نیز عورت خود بھی شوہر کی اجازت کے بغیر گھر سے نہ جائے۔

(2) عورت شوہر کے گھر کی اور مال کی نگران ہے: عورت اپنے شوہر کے گھر کی بھی نگران ہے، شوہر کا مکان اور مال و سامان یہ سب شوہر کی امانتیں ہیں اور بیوی ان سب چیزوں کی امین ہے۔ اگر عورت نے اپنے شوہر کی کسی بھی چیز کو جان بوجھ کر تلف کردیا تو عورت پر امانت میں خیانت کا وبال آئے گا اور وہ گناہ گار و عذابِ نار کی حق دار ہوگی، لہٰذا عورت کو چاہئے کہ شوہر کے مال و اسباب کی حفاظت کرے، گھر کے معاملات کو اچھے طریقے سے چلائے، شوہر کی خیر خواہ رہے، شوہر کے گھر میں اس کی غیر موجودگی میں بھی کسی ایسے شخص کو ہرگز نہ آنے دے، جس کا آنا شوہر کو ناپسند ہو۔

علامہ محمد بن علان شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: عورت

اپنے شوہر کے گھر کی چوروں، بلیوں اور دیگر نقصان پہنچانے والے جانوروں سے حفاظت کرے، جو کہ گھر میں گھس جاتے ہیں، یونہی شوہر کے مال سے ایسا صدقہ نہ دے، جس پر شوہر راضی نہ ہو۔[4]

اللہ پاک قرآنِ پاک میں نیک عورتوں کے اوصاف بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے: فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَیْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُؕ (پ5، النسآء:34) ترجمۂ کنز العرفان: تو نیک عورتیں (شوہروں کی) اطاعت کرنے والی (اور) ان کی عدم موجودگی میں اللہ کی حفاظت و توفیق سے حفاظت کرنے والی ہوتی ہیں۔

3 عورت اپنے شوہر کی اولاد کی نگران ہے: عورت اپنے شوہر کی اولاد پر بھی نگران ہے، عورت کو چاہئے کہ اپنی اولاد کی دینِ اسلام کی تعلیمات اور سرکار صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی سنتوں کے مطابق اچھی تربیت کرے، اپنی اولاد کو دنیاوی تعلیم دلوانے کے ساتھ ساتھ دینی تعلیم سے بھی روشناس کروائے، اولاد کو صرف انگریزی بولنا سکھانے کی بجائے سادگی و عاجزی کا پیکر بھی بنائے، دنیاوی طور پر ترقی یافتہ شخصیات کے قصے سنانے کی بجائے بزرگانِ دین کے واقعات سنائے، تاکہ یہ نیک سیرت مسلمان بننے کے ساتھ ساتھ معاشرے کے بہترین افراد بھی بن سکیں۔

یاد رہے! بچے کا پہلا مدرسہ ماں کی گود ہے، ماں بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا جیسی ہو تو پھر اولاد بھی امام حسن و حسین رضی اللہ عنہما جیسی ہوتی ہے۔ **نیک سیرت خواتین:** ہماری نیک سیرت صحابیات و صالحات اپنے شوہر، شوہر کے گھر اور اولاد کی کس قدر خیر خواہ ہوا کرتی تھیں، چند مثالیں ملاحظہ ہوں: **1** اُمّ المؤمنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کم و بیش پچیس برس ہمارے پیارے آقا صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی خدمت گزار، غمخوار بن کر رہیں، آپ کے گھر اور اولاد کی اس طرح نگہبان رہیں کہ اس مکمل عرصے میں سرکار صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کو ان سے کبھی شکایت نہ ہوئی۔ **2** اُمّ المؤمنین حضرت اُمّ حبیبہ رَضِیَ اللہُ عنہا نے سرکار صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی غیر موجودگی میں اپنے والد ابو صفیان رَضِیَ اللہُ عنہ (جو ابھی تک اسلام نہ لائے تھے) کو سرکار صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے بستر پر بیٹھنے نہ دیا۔[5] **3** خاتونِ جنت حضرت بی بی فاطمہ رَضِیَ اللہُ عنہا اپنے شوہر حضرت علی رَضِیَ اللہُ عنہ اور اپنے بچوں کی خدمت گزاری کے لئے اس قدر مشقت اٹھاتیں کہ کام کاج کی کثرت کی وجہ سے ہاتھوں میں چھالے پڑ گئے، لیکن کبھی حرفِ شکایت زبان پر نہ لائیں۔ **4** حضرت اُمِّ سلیم رَضِیَ اللہُ عنہا اپنے شیر خوار بیٹے حضرت انس بن مالک رَضِیَ اللہُ عنہ کو کلمہ طیبہ اور کلمہ شہادت پڑھنے کی تلقین کرتی رہتیں، تو وہ آپ کے حکم کی بجاآوری کرتے۔ چنانچہ جب انہوں نے بولنا شروع کیا تو سب سے پہلے یہی کلمات ان کی زبان سے ادا ہوئے۔[6] **کُلُّکُمْ رَاعٍ:** حدیثِ مبارکہ میں ہر شخص کو نگران فرمایا گیا ہے، خواہ اس کے پاس نہ اقتدار ہو، نہ بیوی بچے۔ حضرت علامہ محمد بن علان شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ایسا انسان اپنے آپ پر نگران ہے، یعنی وہ اپنے اعضاء و جوارِح (مثلاً ناک، کان، آنکھ، ہاتھ، پاؤں وغیرہ) کا ذمہ دار ہے۔[7]

جو نگران اپنی رعایا کے حقوق ادا نہ کرے اور ان کے بارے میں اللہ پاک سے نہ ڈرے، اس کے بارے میں سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: جسے اللہ پاک نے کسی رعایا کا نگران بنایا اور پھر اس نے ان کے ساتھ خیر خواہی نہ کی تو وہ جنت کی خوشبو بھی نہ پائے گا۔ (والعیاذ باللہ تعالیٰ)[8]

اللہ پاک ہم سب کو اپنی ذمہ داریوں کو سمجھنے اور ان کو بخوبی ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اٰمِین بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِین صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم

---

1 مسلم، ص 784، حدیث: 4724 ملتقطاً 2 مراٰۃ المناجیح، 5/351 3 مراٰۃ المناجیح، 5/352 4 دلیل الفالحین، 2/111، تحت الحدیث: 284 5 مدارج النبوۃ، 2/481 6 طبقات ابنِ سعد، 8/312 ملخصاً 7 دلیل الفالحین، 2/112، تحت الحدیث: 284 8 بخاری، 6/2614، حدیث: 6731

بنت فیاض عطاریہ مدنیہ
ناظم آباد کراچی

سب فرشتوں پر ایمان لانا فرض[1] اور ضروریاتِ دین میں سے ہے۔[2] **فرشتوں پر ایمان لانے کا مطلب:** اس کا مطلب یہ ہے کہ صدقِ دل سے یہ مان لیا جائے کہ فرشتے اللہ (پاک) کی ایک نوری مخلوق اور اس کے محترم بندے ہیں جن میں گناہوں کا مادہ ہی نہیں۔ وہ ہر چھوٹے بڑے گناہوں سے معصوم اور پاک ہیں، نہ وہ عورت ہیں نہ مرد، نہ وہ کھاتے ہیں نہ پیتے ہیں، بس خدا کی بندگی ان کی زندگی ہے۔[3]

فرشتے کس دن پیدا ہوئے؟ تابعی بزرگ حضرت ابو العالیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اللہ پاک نے فرشتوں کو بدھ کے روز پیدا فرمایا۔[4] **فرشتے کس چیز سے پیدا کئے گئے؟** صحیح مسلم شریف میں اُمُّ المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، نبیِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: خُلِقَتِ الْمَلَائِكَةُ مِنْ نُورٍ وَ خُلِقَ الْجَانُّ مِنْ مَارِجٍ مِنْ نَارٍ وَ خُلِقَ آدَمُ مِمَّا وُصِفَ لَكُمْ[5] یعنی فرشتوں کو نور سے پیدا کیا گیا اور جنات کو بغیر دھوئیں والی آگ کے خالص شعلے سے پیدا کیا گیا ہے اور حضرت آدم علیہ السّلام کو اس شے سے پیدا کیا گیا ہے جس کی صفت تمہیں بیان کر دی گئی ہے۔ (یعنی خاک سے)

فرشتوں کی تعداد: فرشتوں کی تعداد بہت زیادہ ہے، اللہ پاک کے سوا ان کی صحیح تعداد کوئی نہیں جانتا۔ قرآنِ مجید میں ہے: وَمَا يَعْلَمُ جُنُوْدَ رَبِّكَ اِلَّا هُوَ (پ29، المدثر: 31) ترجمۂ کنز الایمان: اور تمہارے رب کے لشکروں کو اس کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ حدیثِ پاک میں فرشتوں کی کثرت کے بارے میں آتا ہے کہ آسمان میں چار اُنگل جگہ بھی ایسی نہیں جہاں فرشتے نے سجدے میں اپنی پیشانی نہ رکھی ہو۔[6] **فرشتے کیا کرتے ہیں؟** اللہ پاک کا فرمان ہے: لَا یَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَاۤ اَمَرَهُمْ وَ یَفْعَلُوْنَ مَا یُؤْمَرُوْنَ ۝۶ (پ28، التحریم: 6) ترجمۂ کنز الایمان: جو اللہ کا حکم نہیں ٹالتے اور جو انہیں حکم ہو وہی کرتے ہیں۔ بہارِ شریعت میں ہے: اللہ پاک نے فرشتوں کے ذمے مختلف کام لگائے ہیں، جن میں سے چند یہ ہیں: انبیائے کرام علیہم السّلام کی خدمت میں وحی لانا، بارش برسانا، ہوائیں چلانا، مخلوق تک روزی پہنچانا، ماں کے پیٹ میں بچے کی صورت بنانا، بدنِ انسانی میں تصرف کرنا، انسان کی حفاظت کرنا، نیک اجتماعات میں شریک ہونا، انسان کے نامۂ اعمال لکھنا، دربارِ رسالتِ مآب میں حاضر ہونا، بارگاہِ رسالت میں مسلمانوں کا دُرود و سلام پہنچانا، مُردوں سے سوال کرنا،

روح قبض کرنا، گناہ گاروں کو عذاب کرنا، صور پھونکنا۔ ان کے علاوہ اور بہت سے کام ہیں جو ملائکہ انجام دیتے ہیں۔[7]

فرشتوں کو بھی موت آئے گی: جب حضرت اسرافیل علیہ السّلام پہلی بار صور پھونکیں گے تو ہر چیز فنا ہو جائے گی، انسان ہوں یا فرشتے، جن ہوں یا شیاطین سب مر جائیں گے، صرف اللہ پاک کی ذاتِ بابرکات باقی رہ جائے گی۔ اس کے 40 سال بعد دوسرا صور پھونکا جائے گا تو مردے زندہ ہو جائیں گے، پھر قیامت قائم ہوگی۔[8]

حضرت علامہ سید محمد آلوسی بغدادی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر روح المعانی میں حضرت عبدُاللہ ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے مروی روایت نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں: فرشتے اس وقت مریں گے جب پہلا صور پھونکا جائے گا۔ مَلَکُ الْمَوْت ان کی روح قبض کریں گے، پھر وہ خود بھی مر جائیں گے۔[9]

کیا فرشتوں کو دیکھنا ممکن ہے؟ مکتبۃ المدینہ کے رسالے ”کیا ہم فرشتوں کو دیکھ سکتے ہیں؟“ کے پہلے صفحے پر موجود ایک سوال کے جواب میں امیرِ اہلِ سنت دامت برکاتہم العالیہ فرماتے ہیں: فرشتوں کو دیکھنا ہر ایک کا کام نہیں ہے اور فرشتے اللہ پاک کی ایسی مخلوق ہیں جنہیں ہم نہیں دیکھ سکتے، البتہ اللہ پاک جسے دکھانا چاہے دکھا سکتا ہے۔[10] اعلیٰ حضرت مولانا شاہ امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں کسی نے عرض کی: میں ملائکہ (فرشتوں) سے صرف بات چیت کرنا چاہتا ہوں، تو آپ نے فرمایا: ملائکہ (فرشتوں) سے ملاقات اور کلام کے لئے ولایت درکار ہے۔[11] فیضِ ملت حضرت علامہ مولانا مفتی فیض احمد اویسی رضوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: اگر کوئی عام انسان کسی فرشتہ کو اس کی اصلی صورت میں دیکھے تو (ہیبت سے) فوراً مر جائے۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کی نگاہِ پاک کی وہ اعلیٰ شان ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم نے حضرت جبرائیل علیہ السّلام کو ان کی اصلی صورتِ ملکیہ میں دیکھا اور کئی بار دیکھا، ہاں! ملائکہ کرام کو انسانی صورت میں دیکھنا ممکن ہے، کیوں کہ انبیائے کرام علیہم السّلام، صحابہ کرام علیہم الرضوان، اولیاء اللہ اور صلحائے کرام علیہم الرحمۃ جو خواص انسان نے ملائکہ کرام کو دیکھا ہے یہ بنیادی عقیدہ کتبِ معتبرہ میں مرقوم ہے۔[12]

فرشتوں کے ناموں پر بچوں کے نام رکھنا کیسا؟ فرشتوں کے ناموں پر نام رکھنا ممنوع ہے، لہٰذا جبریل، میکائیل یا عزرائیل وغیرہ نام رکھنے سے بچنا چاہئے۔ نبیِ پاک صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: سَمُّوْا بِأَسْمَاءِ الْأَنْبِيَاءِ وَ لَا تُسَمُّوْا بِأَسْمَاءِ الْمَلَائِكَةِ ترجمہ: انبیائے کرام علیہم السّلام کے ناموں پر نام رکھو اور فرشتوں کے ناموں پر نام نہ رکھو۔[13]

فرشتوں سے متعلق دیگر عقائد و معلومات: ☆جمہور اہلِ سنت کے نزدیک انبیائے کرام علیہم الصّلوٰۃ والسّلام ملائکہ سے افضل ہیں۔[14] اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ہمارے رسول ملائکہ کے رسولوں سے افضل ہیں، اور ملائکہ کے رسول ہمارے اولیا سے افضل ہیں، اور ہمارے اولیا عوام ملائکہ یعنی غیر رسل سے افضل ہیں۔[15] ☆علامہ حلیمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: زیادہ قرینِ قیاس یہ ہے کہ فرشتوں کا کوئی عمل نہیں لکھا جاتا اور نہ ہی ان کا حساب ہوگا۔[16] ☆حضرت یحییٰ ابنِ ابی کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اللہ پاک نے فرشتوں کو ”صمد“ پیدا فرمایا ہے (یعنی) ان کے پیٹ نہیں (اس لئے انہیں کھانے پینے کی ضرورت پیش نہیں آتی۔)[17] ☆فرشتوں نے حضرت آدم علیہ السّلام سے دو ہزار سال قبل حجِ بیتُ اللہ کیا تھا۔[18] ☆حضرت عبدُاللہ ابنِ عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: حضرت آدم علیہ السّلام کی نمازِ جنازہ مسجدِ خیف میں فرشتوں کی امامت کرتے ہوئے حضرت جبرئیل علیہ السّلام نے پڑھائی تھی۔[19] ☆فرمانِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم: جب تم مرغ کی اذان سنو تو اللہ پاک سے اس کا فضل طلب کرو، کیونکہ یہ اس وقت فرشتے کو دیکھتا ہے۔[20] ☆حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: فرشتوں کی خوشبو گلاب کے پھول جیسی ہے۔[21]

---

(1) ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت، ص440 (2) فتاویٰ رضویہ، 29/382 ماخوذاً (3) منتخب حدیثیں، ص63 (4) الحبائک فی اخبار الملائک، ص183، رقم: 678 (5) مسلم، ص1221، حدیث: 7495 (6) ترمذی، 4/141، حدیث: 2319 (7) بہارِ شریعت، حصہ: 1، 1/93-91 ملخصاً (8) بہارِ شریعت، حصہ: 1، 1/129-127، ماخوذاً (9) تفسیر روح المعانی، پ21، السجدۃ، تحت الآیۃ: 12، الجزء 21، ص170 (10) کیا ہم فرشتوں کو دیکھ سکتے ہیں؟ ص1 (11) فتاویٰ رضویہ، 21/606 ملخصاً (12) فرشتے ہی فرشتے، ص329 (13) تاریخ کبیر، 4/348، حدیث: 6133 (14) الحبائک فی اخبار الملائک، ص203 (15) فتاویٰ رضویہ، 29/391 (16) الحبائک فی اخبار الملائک، ص274 (17) کتاب العظمۃ، ص118، رقم: 316 (18) دلائل النبوۃ، 2/45 (19) الحبائک فی اخبار الملائک، ص197، رقم: 726 (20) بخاری، 2/405، حدیث: 3303 (21) الحبائک فی اخبار الملائک، ص275، رقم: 812

سرکار کا مبارک نسب نامہ

اللہ پاک نے ہمارے پیارے اور آخری نبی صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کو تمام مخلوقات میں سب سے افضل بنایا اسی طرح آپ کے نسب، خاندان کو بھی سب سے عمدہ بہتر اور افضل قرار دیا، اللہ پاک نے قرآنِ کریم میں ارشاد فرمایا: لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ (پ11، التوبۃ:128) ترجمۂ کنز العرفان: بیشک تمہارے پاس تم میں سے وہ عظیم رسول تشریف لے آئے۔ تفسیرِ صراط الجنان میں ہے: اے اہلِ عرب! بیشک تمہارے پاس تم میں سے عظیم رسول، محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم تشریف لے آئے جو کہ عربی، قرشی ہیں۔ جن کے حسب و نسب کو تم خوب پہچانتے ہو کہ تم میں سب سے عالی نسب ہیں اور تم اُن کے صدق و امانت، زہد و تقویٰ، طہارت و تقدس اور اخلاقِ حمیدہ کو بھی خوب جانتے ہو۔ ایک قراءۃ میں اَنْفَسِكُمْ فا پر زبر کے ساتھ آیا ہے، اس کا معنیٰ ہے کہ تم میں سب سے نفیس تر اور اشرف و افضل ہیں۔[1] اسی مناسبت سے ایک ایمان افروز حدیثِ پاک یوں ہے: رسولِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم فرماتے ہیں: جبریل علیہ السّلام نے حاضر ہو کر مجھ سے عرض کی: اللہ پاک نے مجھے بھیجا، میں زمین کے مشرق، مغرب، نرم و کوہ ہر حصے میں پھرا، کوئی قبیلہ عرب سے اچھا نہ پایا، پھر اس نے مجھے حکم دیا تو میں نے تمام عرب کا دورہ کیا اور کوئی قبیلہ مضر سے بہتر نہ پایا۔ پھر حکم فرمایا تو میں نے مضر میں تفتیش کی اور کوئی قبیلہ کنانہ سے بہتر نہ پایا، پھر حکم دیا تو میں نے کنانہ میں تلاش کیا اور کوئی قبیلہ قریش سے بہتر نہ پایا، پھر حکم دیا میں قریش میں پھرا کوئی قبیلہ بنی ہاشم سے بہتر نہ پایا، پھر حکم دیا کہ سب میں بہتر نفس تلاش کرو تو کوئی جان حضور کی جان سے بہتر نہ پائی۔[2]

حُضورِ اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کے خاندان اور نسب کی عظمت و شرافت کا یہ عالم تھا کہ آپ کے سخت دشمن بھی کبھی اس کا انکار نہ کر سکے۔ جیسا کہ اسلام قبول کرنے سے قبل حضرت ابوسفیان نے روم کے بادشاہ ہرقل کے دربار میں اس حقیقت کو تسلیم کیا کہ "هُوَ فِيْنَا ذُوْ نَسَبٍ" یعنی نبی صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم ہم میں اعلیٰ خاندان والے ہیں۔[3] حالانکہ اس وقت وہ آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے دشمن تھے اور ان کی یہ چاہت تھی کہ اگر ذرا بھی موقع ملے تو حضور کی ذات پر مَعاذَ اللہ کوئی عیب لگا کر شاہِ روم کی نظروں سے آپ کا وقار گرا دیں۔

تو گھٹائے سے کسی کے نہ گھٹا ہے نہ گھٹے
جب بڑھائے تجھے اللہ تعالیٰ تیرا

حضور کا سلسلۂ نسب: حُضورِ اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کا والدِ

ماجد کی طرف سے سلسلۂ نسب یہ ہے: سیدنا محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مُرَّہ بن کعب بن لُؤَیّ بن غالب بن فِہر بن مالک بن نَضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مُدرکہ بن الیاس بن مُضَر بن نزار بن معد بن عدنان اور عدنان حضرتِ اسمٰعیل بن ابراہیم خلیل اللہ علیہما السّلام کی اولاد سے ہیں۔(1)

اور والدۂ ماجدہ کی طرف سے سلسلۂ نسب مبارک یہ ہے:

حضرت محمد بن آمنہ بنتِ وہب بن عبدِ مناف بن زہرہ بن کلاب بن مُرَّہ۔ حضور کے والدین کا نسب کلاب بن مُرَّہ پر مل جاتا ہے اور آگے چل کر دونوں سلسلے ایک ہو جاتے ہیں۔

یاد رکھئے! مؤرخین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ عدنان تک آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کا نسب نامہ صحیح اسناد کے ساتھ ثابت ہے، اس کے بعد ناموں میں بہت اختلاف ہے اور آقا کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم جب بھی اپنا نسب نامہ بیان فرماتے تو عدنان تک ہی ذکر فرماتے۔(5) فتاویٰ رضویہ شریف میں معجم کبیر کے حوالے سے مذکور ایک حدیثِ پاک کا مفہوم ہے کہ معد بن عدنان کی اولاد میں سے ایک نبی امّی بشیر ونذیر ہو گا جو میرا پیارا ہے اور انہی میں سے اُمتِ مرحومۂ محمد ہو گی جو مجھ سے تھوڑے رزق پر راضی اور میں ان سے تھوڑے عمل پر راضی ہوں گا، فقط ایمان پر انہیں جنت دوں گا کہ ان میں ان کے نبی محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب ہوں گے جو باوصفِ کمال و رعب دار ہونے کے متواضع ہوں گے۔(6) نبیِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے نسب کی پاکیزگی سے متعلق ایک اور آیت ملاحظہ ہو: وَتَقَلُّبَكَ فِي السّٰجِدِيْنَ (پ19، الشعراء: 219) ترجمۂ کنز العرفان: اور نمازیوں میں تمہارے دورہ فرمانے کو (دیکھتا ہے۔)

بعض مفسرین کے نزدیک اس آیت میں ساجدین سے مراد مومنین ہیں، تو معنیٰ یہ ہو گا کہ حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوا رضی اللہ عنہا کے زمانے سے لے کر حضرت عبد اللہ اور حضرت آمنہ رضی اللہ عنہما تک مومنین کی رحموں اور پشتوں میں آپ کے دورے کو ملاحظہ فرماتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضرت آدم علیہ السلام تک آپ کے تمام ہی آباء و اجداد مومن ہیں۔(7) اسی مناسبت سے علامہ عبدُ الرَّءُوف مُناوی رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان ہے: حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم اپنی اصل یعنی ماں باپ کے لحاظ سے بھی سب سے بہتر ہیں کیوں کہ آپ پُشت دَر پُشت پاک صُلبوں اور رحموں میں نکاح کے ذریعے منتقل ہوتے رہے یہاں تک کہ حضرت عبد اللہ کی پُشت میں پہنچے۔(8) حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے خود بھی اپنے نسب کی شان و عظمت کچھ یوں بیان فرمائی کہ اللہ پاک نے مخلوق کو پیدا فرمایا تو مجھے ان میں سے بہترین میں رکھا، پھر ان کے دو گروہ کئے تو مجھے بہتر گروہ میں رکھا۔ پھر قبیلے بنائے تو مجھے سب سے بہترین قبیلے میں رکھا۔ پھر خاندان بنائے تو مجھے ان میں سے بہترین خاندان میں رکھا اور سب سے اچھی شخصیت بنایا۔(9) اسی طرح رسولِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ایک مقام پر فرمایا: قیامت کے دن ہر تعلق اور نسب منقطع ہو جائے گا سوائے میرے تعلق اور نسب کے۔(10)

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فتاویٰ رضویہ شریف کی تیسویں جلد میں بہت خوب صُورت بات بیان فرمائی کہ حضرت علیُّ المرتضیٰ کَرَّمَ اللہُ وَجْہَہُ الْکَرِیْم کی صحیح حدیث میں ہے: رُوئے زمین پر ہر زمانے میں کم از کم 7 مسلمان ضرور رہے ہیں، ایسا نہ ہوتا تو زمین و اہلِ زمین سب ہلاک ہو جاتے۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث میں ہے: حضرت نوح علیہ السّلام کے بعد زمین کبھی سات بندگانِ خدا سے خالی نہ ہوئی، ان کی وجہ سے اللہ پاک اہلِ زمین سے عذاب دفع فرماتا ہے۔(11) جب صحیح حدیثوں سے ثابت کہ ہر قرن و طبقے میں روئے زمین پر کم از کم 7 مسلمان بندگانِ مقبول ضرور رہے ہیں اور حدیثِ صحیح سے ثابت ہے کہ حُضُورِ اقدس صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم جن سے پیدا ہوئے وہ لوگ ہر زمانے میں ہر قرن میں بہترین قرن سے تھے اور آیتِ قرآنیہ ناطق کہ کوئی کافر اگرچہ کیسا ہی شریفُ القوم، بالا نسب ہو، کسی غلام مسلمان سے بھی بہتر نہیں ہو سکتا تو واجب ہوا کہ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے آباء و اُمّہات ہر دور اور طبقہ میں انہیں نیک لوگوں سے ہوں ورنہ ارشادِ الٰہی و حدیثِ پاک کے خلاف ہو گا معاذ اللہ۔(12)

---

(1) تفسیر خازن، 2/298 (2) نوادر الاصول، ص273 (3) بخاری، 1/10، حدیث:7 (4) سیرتِ رسولِ عربی، 10 (5) سیرتِ مصطفےٰ، ص50 (6) معجم کبیر، 8/140، حدیث: 7629 – فتاویٰ رضویہ، 23/218 (7) صراط الجنان، 7/169 (8) فیض القدیر، 2/294، تحت الحدیث: 1735 (9) ترمذی، 5/350، حدیث: 3627 (10) المعجم الاوسط، 4/170، حدیث: 5606 (11) زرقانی علی المواہب، 1/328–327 (12) فتاویٰ رضویہ، 30/269–268 ملخصاً

بعثت کے گیارھویں سال، 27 رَجَبُ المُرَجَّب کی رات نبی اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم اپنی چچا زاد بہن حضرت اُمِّ ہانی رضی اللہ عنہا کے گھر آرام فرما تھے کہ ❀ حضرت جبریل علیہ السّلام حاضر ہوئے اور آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کو وہاں سے مسجدِ حرام لاکر حطیمِ کعبہ میں لِٹا دیا، سینۂ اقدس چاک کرکے قلبِ اطہر باہر نکالا، آبِ زم زم شریف سے غسل دیا اور ایمان و حکمت سے بھر کر واپس اُسی جگہ رکھ دیا۔ ❀ اس کے بعد آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کی خدمت میں ایک سواری پیش کی گئی جس کا نام بُراق تھا۔ حضور نبیِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم اس پر سوار ہو کر بَیْتُ الْمُقَدَّس روانہ ہوئے، راستے میں عجائباتِ قدرت کا مشاہدہ کرتے ہوئے حضرت موسیٰ علیہ السّلام کی قبرِ مبارک سے بھی گزرے ❀ صحیح مسلم شریف کی رِوایت میں ہے کہ جب آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کا گزر حضرتِ موسیٰ علیہ السّلام کی قبرِ مُبارک کے پاس سے ہوا جو ریت کے سرخ ٹیلے کے پاس واقع ہے، تو وہ اپنی قبر میں کھڑے نماز پڑھ رہے تھے۔[1] ❀ جب آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم بَیْتُ الْمُقَدَّس تشریف لائے تو وہاں مسجدِ اقصیٰ میں آپ کی شانِ عالی کے اظہار کیلئے تمام انبیائے کرام علیہمُ السّلام جمع تھے۔ جب حضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم یہاں تشریف لائے تو ان سب حضرات نے آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کو دیکھ کر خوش آمدید کہا اور نماز کے وقت سب نے آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کو امامت کے لئے آگے کیا۔ پھر حضرتِ جبرائیل علیہ السّلام نے دستِ مُبارک پکڑ کر آگے بڑھا دیا اور آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم نے تمام انبیائے کِرام علیہمُ السّلام کی امامت فرمائی۔ ❀ مسجدِ اقصیٰ کے معاملات سے فارغ ہو کر آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم نے آسمانوں کی طرف سفر شروع فرمایا، آسمانوں کے دروازے آپ کے لئے کھولے جاتے رہے اور آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم انبیائے کرام علیہمُ السّلام سے ملاقات فرماتے ہوئے ساتویں آسمان پر سِدْرَۃُ الْمُنْتَہیٰ کے پاس تشریف لائے۔ ❀ جب آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم سِدْرَۃُ الْمُنْتَہیٰ سے آگے بڑھے تو حضرت جبریل علیہ السّلام وہیں ٹھہر گئے اور آگے جانے سے معذرت خواہ ہوئے۔ ❀ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم آگے بڑھے اور بلندی کی طرف سفر فرماتے ہوئے مقامِ مُسْتَوٰی پر تشریف لائے پھر یہاں سے آگے بڑھے تو عرش آیا، ❀ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم اس سے بھی آگے لامکاں تشریف لائے جہاں اللہ پاک نے اپنے پیارے محبوب صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کو وہ قُربِ خاص عطا فرمایا کہ نہ کسی کو ملا، نہ ملے گا۔ ❀ سرکارِ عالی وقار صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم نے بیداری کے عالَم میں سر کی آنکھوں سے اللہ پاک کا دیدار کیا اور بےواسطہ کلام کرنے کا شَرَف بھی حاصل کیا۔ ❀ اس موقع پر نماز فرض کی گئی۔ اس کے بعد آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم سِدْرَۃُ الْمُنْتَہیٰ پر تشریف لائے، یہاں سے آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کو جنّت میں لایا گیا، جنّت کی سیر کے دوران نہرِ کوثر کو بھی ملاحظہ فرمایا۔ اس کے بعد جہنّم کا معاینہ کروایا گیا، بعد ازاں آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم واپس سِدْرَۃُ الْمُنْتَہیٰ تشریف لائے جس کے بعد واپسی کا سفر شروع ہوا۔[2]

خدا کی قدرت کہ چاند حق کے کروروں منزل میں جلوہ کرکے
ابھی نہ تاروں کی چھاؤں بدلی کہ نور کے تڑکے آ لیے تھے

---

(1) صحیح مسلم، ص967، حدیث: 3375 (2) فیضانِ معراج، ص13 تا 41، ملتقطاً

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا معجزہ

قسط اول

سلسلہ معجزاتِ انبیا

انبیائے کِرام علیہمُ السّلام میں سے حضرت ابراہیم کو بھی اللہ پاک کی بارگاہ میں نہایت بلند اور خاص مقام حاصل ہے، آپ کا لقب خلیلُ اللہ ہے، آپ "ابو الانبیاء" بھی ہیں کیونکہ آپ کے بعد جتنے بھی نبی یا رسول تشریف لائے وہ آپ ہی کی نسل مبارک سے تھے۔[1] اور آپ کا گھرانہ برکتوں والا گھرانہ تھا، اللہ پاک نے آپ کو بھی دیگر انبیائے کرام کی طرح دنیا میں لوگوں کو کفر اور بُت پرستی سے روکنے کے لئے مبعوث فرمایا اور آپ کو کئی معجزات سے بھی نوازا، چنانچہ سب سے پہلے آپ کے مشہور اور عظیم الشان معجزے کا ذکرِ خیر پیشِ خدمت ہے:

حضرت ابراہیم علیہ السّلام کی قوم ہر سال ایک تہوار منانے کے لئے شہر سے باہر جاتی، چنانچہ ایک مرتبہ جب وہ اپنے مخصوص تہوار میں مگن تھی تو آپ نے ان کی عدم موجودگی میں ان کے بت توڑ کر کلہاڑا سب سے بڑے بت کے کندھے پر رکھ دیا۔ چنانچہ جب انہوں نے آپ سے تفتیش کی تو آپ نے فرمایا: اُن بتوں کے سردار سے ہی پوچھ لو کہ باقی بت کس نے توڑے ہیں۔ تو وہ بولے: یہ بت تو بول نہیں سکتا، ہم اس سے کیسے پوچھیں؟ اس پر آپ علیہ السّلام نے فرمایا: کیا تمہیں سمجھ نہیں کہ ایک بے بس چیز کو پوجتے ہو جو نہ فائدہ پہنچا سکتی ہے نہ نقصان؟ جب وہ لوگ آپ کے سوال کا جواب نہ دے سکے اور اپنی شکست نظر آئی تو انہوں نے آپس میں مشورہ کیا کہ معاذ اللہ حضرت ابراہیم علیہ السّلام کو جلا دیں۔ چنانچہ انہوں نے آپ علیہ السّلام کو ایک مکان میں قید کر دیا اور پوری قوم آپ کو جلانے کی تیاری کرنے لگی، جب انہوں نے لکڑیاں جمع کر کے آگ لگائی تو اس کے شعلے اتنے بلند ہوئے کہ اگر اس طرف سے کوئی پرندہ گزرتا تو وہ اس کی تپش سے جل جاتا تھا۔ اس کے بعد آپ علیہ السّلام کو ایک پتھر پھینکنے والی مشین میں رکھ دیا۔ آپ کی زبان پر اس وقت جاری تھا مجھے تو کافی ہے اور تو بہت ہی اچھا کارساز ہے۔ اس دوران مختلف فرشتے بھی آپ کی مدد کے لئے حاضر ہوئے لیکن آپ نے منع فرمایا اور صرف اللہ پاک سے لو لگائے رکھی، آخر کار آپ علیہ السّلام کو آگ میں ڈال دیا گیا۔ جب آپ علیہ السّلام کو آگ میں داخل کیا گیا تو اللہ پاک کی رحمت کا دریا جوش میں آگیا اور آگ کو حکم ہوا: یٰنَارُ كُوْنِیْ بَرْدًا وَّ سَلٰمًا عَلٰۤى اِبْرٰهِیْمَ ۙ(پ17، الانبیاء:69) ترجمۂ کنز العرفان: اے آگ! ابراہیم پر ٹھنڈی اور سلامتی والی ہو جا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور وہ خطرناک آگ آپ کے حق میں گلزار ہو گئی۔[2] یقیناً یہ آپ کا عظیم الشان معجزہ تھا کہ ایک آگ جس کا کام جلانا ہے لیکن خلافِ عادت وہ آگ حضرت ابراہیم علیہ السّلام کے حق میں ٹھنڈی ہو گئی۔ اس آگ کے عجائبات میں سے تھا کہ اس آگ نے صرف آپ کی بیڑیوں اور زنجیروں کو جلایا، آپ اس میں 40 یا 50 دن رہے، اس آگ میں آپ کے ساتھ ایک فرشتہ بھی تھا، جس سے آپ کو انسیت ہوئی، آپ کے لئے اس آگ کی تاثیر ختم ہو گئی تھی اور چمک دمک باقی تھی، ایک قول کے مطابق اللہ پاک نے آپ کے جسم میں ایسی کیفیت پیدا کر دی جس سے آپ پر اس آگ کا اثر نہ ہوا۔[3]

---

1 سیرت الانبیاء، ص 256 2 سیرت الانبیاء، ص 294-290 3 تفسیر کبیر، 158-160/8

سلسلہ فیضانِ اعلیٰ حضرت

شرح سلامِ رضا

بنت اشرف عطاریہ مدنیہ
ڈبل ایم اے (اردو، مطالعہ پاکستان)
گوجرہ منڈی بہاؤالدین

(9)

صاحبِ رجعتِ شمس و شق القمر
نائبِ دستِ قدرت پہ لاکھوں سلام

مشکل الفاظ کے معانی: صاحب: مالک۔ رجعت: لوٹانا۔ شق: چیرنا۔ قدرت: طاقت، خدائی اختیارات۔

مفہومِ شعر: ڈوبے ہوئے سورج کو لوٹانے والے اور چاند کو دو ٹکڑے کر دینے والے آقا صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم جو کہ تمام اختیارات اور طاقتوں میں اللہ پاک کے نائب ہیں، آپ کی ذاتِ پُر انوار پر لاکھوں سلام۔

شرح: صاحبِ رجعتِ شمس: اس میں اس واقعے کی طرف اشارہ ہے کہ ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم مولا علی رضی اللہ عنہ کی گود میں سرِ اقدس رکھ کر آرام فرما رہے تھے کہ سورج ڈوب گیا، حضرت علی نے ابھی عصر کی نماز ادا نہیں کی تھی تو حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے دعا فرمائی: یااللہ! علی تیری اور تیرے نبی کی اطاعت میں تھا، اس لئے سورج واپس لوٹا دے۔ چنانچہ ڈوبا ہوا سورج پلٹ آیا، یہاں تک کہ حضرت علی نے نمازِ عصر ادا کی تو سورج غروب ہوا۔[1] **صاحب شق القمر:** اس میں اس واقعے کی طرف اشارہ ہے کہ اہلِ مکہ چونکہ حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کو مَعاذَ اللہ جادوگر سمجھتے تھے اور ان کا خیال تھا کہ آسمان پر جادو کا اثر نہیں ہو سکتا، لہٰذا انہوں نے آپ سے یہ مطالبہ کیا کہ اگر آپ سچے نبی ہیں تو چاند کے دو ٹکڑے کر کے دکھائیں۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے انہیں چاند دو حصّوں میں بٹا ہوا اس طرح دکھایا کہ انہوں نے جبلِ نور کو دونوں حصّوں کے درمیان دیکھا۔[2]

چاند شق ہو پیڑ بولیں، جانور سجدہ کریں
بَارَکَ اللہ مرجعِ عالم یہی سرکار ہے

نائب دست قدرت: ہمارے پیارے آقا صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم اللہ کے نائب ہیں، تفسیر روح المعانی میں ہے: وہی تمام مخلوق میں اللہ پاک کے خلیفۂ اعظم اور آسمان و زمین میں سب کے پیشوا اور مقتدا ہیں، اگر آپ نہ ہوتے تو حضرت آدم بلکہ کسی کو بھی پیدا نہ کیا جاتا۔

(10)

جس کے زیرِ لِوا آدم و مَن سِوا
اس سزائے سیادت پہ لاکھوں سلام

مشکل الفاظ کے معانی: زیر: نیچے۔ آدم و من سوا: حضرت آدم علیہ السّلام اور ان کے علاوہ تمام مخلوق۔ لواء: لوائے حمد؛ وہ جھنڈا جو قیامت کے دن حضور کے ہاتھ میں ہوگا۔ سزائے سیادت: سرداری کے لائق۔

مفہومِ شعر: قیامت کے دن حضرت آدم علیہ السّلام اور تمام مخلوق حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے لوائے حمد کے نیچے ہوگی، اتنی عظیم سرداری کے قابل آقا پر لاکھوں سلام۔

شرح: زیرِ لوا آدم و من سوا: حضور کو قیامت کے دن لوائے حمد عطا کیا جائے گا، جس کے نیچے تمام بنی آدم ہوں گے، ایک مرتبہ صحابہ نے عرض کی: یارسولَ اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم! اللہ

پاک نے حضرت ابراہیم کو خلیل، حضرت عیسیٰ کو اپنا کلمہ و روح اور حضرت موسیٰ کو کلیم بنایا، مگر آپ کو کون سا درجہ عطا فرمایا ہے؟ ارشاد فرمایا: روزِ قیامت تمام اولادِ آدم میرے جھنڈے تلے ہو گی اور میں ہی سب سے پہلا شخص ہوں گا، جس کی خاطر جنت کا دروازہ کھولا جائے گا۔[3]

(11)

عرش تا فرش ہے جس کے زیرِ نگیں
اس کی قاہر ریاست پہ لاکھوں سلام

مشکل الفاظ کے معانی: زیرِ نگیں: تابع، سائے تلے۔ قاہر: زبردست۔ ریاست: حکومت۔

مفہومِ شعر: عرش سے لے کر فرش تک کائنات کی ہر شے حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے تابع ہے، آپ کی اس زبردست حکومت پہ لاکھوں سلام۔

شرح: عرش تا فرش جس کے زیرِ نگیں: حضور نبیِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی ولادتِ مبارکہ کے بعد ان الفاظ میں اعلان ہوا: تمام دنیا محمد کے قبضہ میں ہے، بلکہ زمین و آسمان کی کوئی ایسی مخلوق نہیں جو ان کے زیرِ سایہ نہ ہو۔[4] ایک روایت میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے فرمایا: میں سو رہا تھا کہ تمام خزائنِ زمین کی چابیاں لائی گئیں اور میرے ہاتھ پر رکھ دی گئیں۔[5]

کُنجی تمہیں دیں اپنے خزانوں کی خدا نے
محبوب کیا مالک و مختار بنایا

قاہر ریاست: حضور کو اللہ پاک نے ایسی زبردست حکومت عطا فرمائی کہ آپ کی حکومت نہ صرف انسانوں پر، بلکہ جانوروں، درختوں اور کائنات کی ہر شے پہ تھی، ڈوبا سورج آپ کے حکم سے پلٹ آنا، چاند کے دو ٹکڑے ہو جانا، شجر و حجر کا آپ کو سلام کرنا، درختوں کا خود چل کر آپ کے پاس آ جانا، اونٹنی اور ہرنی کا آپ سے کلام کرنا، یہ سب آپ کی زبردست حکومت کی نشانیاں ہیں۔

(12)

اصلِ ہر بُود و بہبود تخمِ وجود
قاسمِ کنزِ نعمت پہ لاکھوں سلام

مشکل الفاظ کے معانی: اصل: مادہ و مرکز، بنیاد۔ بود: وجودِ ہستی۔ بہبود: بھلائی۔ تخم: بیج۔ وجود: حیات، زندگی۔ کنز: خزانہ۔

مفہومِ شعر: کائنات کی ہر شے کا وجود اور اس کی ترقی و بھلائی کا سبب حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کا وجودِ اقدس ہے، اللہ پاک کی نعمتوں کے خزانوں کو بانٹنے والی ذات پر لاکھوں سلام۔

شرح: اصلِ ہر بُود و بہبود و تخمِ وجود: حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے بارگاہِ رسالت میں عرض کی: میرے ماں باپ آپ پر قربان! مجھے یہ بتائیے کہ سب سے پہلے اللہ نے کسے پیدا کیا؟ ارشاد فرمایا: اے جابر! اللہ پاک نے ہر شے سے پہلے تیرے نبی کے نور کو اپنے نور سے پیدا فرمایا۔[6] پھر اس نور کو اللہ پاک نے جہاں چاہا رکھا، اس وقت کچھ نہ تھا، پھر جب مخلوق کو پیدا کرنا چاہا تو اس نور کے چار حصے فرمائے، پہلے حصے سے حاملانِ عرش، دوسرے سے کرسی، تیسرے سے بقیہ فرشتے پیدا فرمائے، پھر چوتھے کے چار حصے کئے، پہلے سے آسمان، دوسرے سے زمین اور تیسرے اور چوتھے سے بہشت اور دوزخ بنائے۔ **قاسمِ کنزِ نعمت:** حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم اللہ پاک کی عطا کردہ نعمتوں کو تقسیم کرنے والے ہیں، ہر شے کو ازل تا اَبد جو کچھ مل رہا ہے وہ حضور ہی کا صدقہ ہے، ایک روایت میں ہے: میں تقسیم کرنے والا اور خازن ہوں اور اللہ عطا کرنے والا ہے۔[7]

ربّ ہے مُعطی یہ ہیں قاسم
رزق اس کا ہے کھلاتے یہ ہیں

---

(1) معجم کبیر، 24 / 144، حدیث: 382 (2) بخاری، 2 / 511، حدیث: 3637- ایضاً، 3/ 340، 339، حدیث: 4864-4865 (3) مسند ابی یعلیٰ، 5 / 510، حدیث 6621 (4) مواہب لدنیہ مع شرح الزرقانی، 1 / 215 (5) بخاری، 2 / 303، حدیث: 2977 (6) کشف الخفاء، 1 / 237 (7) بخاری، 2/ 348

ملفوظاتِ امیرِ اہلسنت

(1) اسلامی بہنوں کا مُعاشرے میں کردار

سوال: اسلامی بہنیں معاشرے کو سدھارنے میں اپنا کیا کردار ادا کرسکتی ہیں؟

جواب: اسلامی بہنیں معاشرے میں بہت اہم کردار ادا کر سکتی ہیں۔ ہر شخص کے لیے سب سے پہلی تربیت گاہ ماں کی گود ہی ہوتی ہے، اگر ماں کے اندر خوفِ خدا اور عشقِ مصطفےٰ ہو گا تو اس کا اثر اولاد میں بھی منتقل ہو گا۔ لہٰذا تمام اسلامی بہنوں کو چاہیے وہ اپنے اوپر اسلامی تعلیمات کو نافذ کرنے کی بھرپور کوشش کریں اپنی ذات کو سنتوں کے سانچے میں ڈھالیں، نیز اپنی گفتار، کردار اور اخلاق کو عمدہ سے عمدہ بنانے کے لیے خوب تگ و دو کریں۔ تاکہ ان کی گود میں تربیت پانے والے بچے اور بچیاں ان کا یہ اثر لے کر معاشرے میں مثبت تبدیلی کا سبب بنیں۔ اسلامی بہنوں کو چاہیے کہ اپنی اولاد کی بہترین تربیت کرنے کے لیے مکتبۃ المدینہ کی شائع کردہ کتاب تربیتِ اولاد کا مطالعہ کریں۔[1]

(2) اسلامی بہنوں کا گھر میں رہنے کا انداز

سوال: اسلامی بہنوں کا گھر میں رہنے کا کیا انداز ہونا چاہیے؟

جواب: اسلامی بہنیں اپنے والدین، بہن بھائی اور اپنے سسرال والوں کے ساتھ اچھا برتاؤ رکھیں۔ تلخ لہجہ اپنانے کے بجائے ہمیشہ نرمی سے پیش آئیں۔ ساس اور نندوں کو اپنی ماں اور بہن کی جگہ سمجھیں۔ اگر ان کی طرف سے دل آزار لہجہ اپنایا جائے تو اسے برداشت کریں اور ہرگز جوابی کارروائی نہ کریں۔ اگر اسلامی بہنیں میرے بیان کردہ ان مدنی پھولوں پر عمل کریں گی تو ان شاءَ اللہ اپنے سسرال میں ہر ایک کی منظورِ نظر ہونے کے ساتھ ساتھ پورے سسرال پر راج کریں گی۔ یوں (غیبت وغیرہ) گناہوں کا دروازہ بھی نہیں کھلے گا اور میکے اور سسرال میں مدنی بہار بھی آجائے گی اور سارے گھر والے نیکیوں کے راستے پر چل پڑیں گے۔[2]

(3) لڑائی جھگڑے کی اصل وجہ بے صبری ہے

سوال: لوگ اکثر اس طرح کے سوالات پوچھتے ہیں کہ بعض اوقات گھر میں موجود خواتین جیسے والدہ، بہن اور بیوی کے درمیان کسی بات پر نوک جھونک ہو جاتی ہے اس پر خوب غور وفکر کرنے کے بعد ایک فریق کی طرف سے زیادہ غلطی معلوم ہوتی ہے جبکہ دوسری طرف کوئی خاص قصور نہیں ہوتا تو شوہر کبھی اپنی والدہ کی طرف داری کرتا ہے اور کبھی بیوی یا بہن کی، ایسے میں شوہر کو کیا کرنا چاہیے؟ (مفتی صاحب کا سُوال)

جواب: یہ واقعی نازک معاملہ ہے، اس میں عدل وانصاف سے کام لینا بہت ضروری ہے، لیکن ایک فریق کے حق میں فیصلہ کر کے دوسرے فریق پر سختی بھی نہ کی جائے کہ اگر والدہ کی غلطی ہے تو ان پر سخت کلامی شروع کر دی تو یہ انتہائی غلط رویہ ہو گا۔ ساس بہو کی آپس میں نوک جھونک تو ہوتی ہی رہتی ہے اگر ان میں سے ایک بھی صبر کرلے تو بات طول ہی نہ پکڑے۔ مگر صبر کرنا کسے آتا ہے؟ صرف مُنہ سے بول دیا جاتا ہے کہ میں نے صبر کیا ہے۔ اگر واقعی لوگوں میں صبر کرنے کی عادت پیدا ہو جائے تو نہ گھروں میں جھگڑے ہوں نہ دوستوں میں اور نہ ہی وطنِ عزیز میں لڑائی جھگڑے کی فضا

قائم ہو۔ ذاتی جھگڑوں کی اصل وجہ ہی بے صبری ہے۔ اگر کسی نے گالی دی یا کسی قسم کی دھمکی دی یا کچھ ظلم کر دیا تو سامنے والا خاموش رہ کر اِس پر صبر کر کے اس کے نتیجے میں ملنے والے اجر پر نظر رکھے گا تو قیامت کے دن مظلوم ہو گا اور اس دن مظلوم کے ہاتھ میں ظالم کا گریبان ہو گا بلکہ اس ظالم کی نیکیاں بھی اس مظلوم کو دی جائیں گی۔[3] اگر یہ مظلوم ان فوائد پر نظر رکھ کر صبر کر لے تو جھگڑے ختم ہو جائیں گے۔

(4) بہو میکے میں کسی قسم کی شکایت نہ کرے

اسی طرح ساس بہو کے درمیان بھی جب کسی بات پر جھگڑا ہو جائے اور ان میں سے کسی ایک کا بالکل قصور نہ ہو یا معمولی سی کوئی غلطی ہو تو اسے صبر کرنا چاہیے، جیسے ساس بہو کی لڑائی میں ساس قصور وار ہے اور بہو کا قصور کم ہے یا بالکل نہیں ہے تو بہو کو چاہیے خاموشی اِختیار کرے اور سارا غصہ پی جائے، نہ اپنے شوہر سے اس کا تذکرہ کرے نہ کسی دوسرے کے سامنے کوئی بات کرے۔ میکے میں تو خواب میں بھی کوئی بات ذکر نہ کرے کہ اصل جھگڑا ہی یہاں سے شروع ہوتا ہے جب عورت اپنے میکے میں ان باتوں کا ذکر کرتی، اپنی ماں بہنوں کے سامنے خوب بھڑاس نکالتی ہے اور وہ جذبات میں آ کر اس کو مزید بھڑکاتی ہیں کہ ”تیرے منہ میں مونگ بھرے تھے، تو نے اس چڑیل کو جواب کیوں نہیں دیا؟ سُن کر آ گئی اب ہم سے کبھی شکایت نہ کرنا۔“

بہر حال اِس طرح مائیں بہنیں اسے غلط رویہ اپنانے پر خوب اُکساتی ہیں۔ اگر وہ آ کر بتائے کہ میں نے یوں جواب دیا تو وہ اس کو مزید شاباش دیتی ہیں جس کے نتیجے میں خود اپنی بہن یا بیٹی کا گھر اُجاڑ دیتی ہیں۔ البتہ میں ایسے خاندانوں کو بھی جانتا ہوں جو اپنی بچیوں سے یہ کہہ دیتے ہیں: ”تو نے ہم سے کسی قسم کی شکایت نہیں کرنی، تجھے جب بھی ہمارے گھر آنا ہو تیرے لیے دروازے کھلے ہیں لیکن جس دِن لڑ کر آئی تو ہمارا دروازہ تیرے لیے بند ہے۔“ اس طرح گھر ٹوٹنے سے بچ جاتے ہیں، لیکن بعض نادان گھرانوں میں بچیوں کو کہا جاتا ہے ہمارے ہی گھر بیٹھی رہے ہمارے پاس روٹی بہت ہے اور یوں اس کا گھر ٹوٹ جاتا ہے۔

(5) ساس بہو کے جھگڑے کا حل

بہر حال ساس بہو کی لڑائی میں بعض اوقات بہو تیز ہوتی اور ساس بے چاری بوڑھی اور بیمار ہوتی ہے، پھر یہ بہو اپنے شوہر سے مل کر اس بوڑھی ساس کو تنگ کرتی ہے۔ کہیں ساس تیز اور پاور فل ہوتی ہے جو بہو کے ناک میں دم کر دیتی ہے، نیز کبھی نندوں کا مسئلہ بھی ہوتا ہے کہ نند بھاوج کی بھی آپس میں کم ہی بنتی ہے اور ان وجوہات کی بنا پر جھگڑے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ ایسے موقع پر اگر بہو یہ سوچ لے کہ میری ساس میری ماں کی جگہ ہے، میری ماں بھی مجھے ڈانٹتی اور بُرا بھلا کہتی تھی، اس کے باوجود میں ان سے لڑائی نہیں کرتی تھی، لہٰذا اپنی ساس سے بھی لڑائی نہیں کروں گی۔ اگر یہ ذہن بن جائے گا تو اُمید ہے بہو کی طرف سے کبھی جھگڑا نہیں ہو گا۔

یوں ہی اگر بہو ساس کو بُرا بھلا کہتی ہے تو ساس اپنا یہ ذہن بنائے کہ میری سگی بیٹی بھی تو مجھے نہیں چھوڑتی، وہ بھی مجھے اُلٹا سیدھا جواب دے دیتی ہے، اِس کے باوجود میں نہ تو اس کو ڈانٹتی ہوں اور نہ اس سے نفرت کرتی ہوں، بلکہ اس کیلئے میرا پیار بدستور قائم رہتا ہے۔ اب میری بہو اپنا سارا خاندان چھوڑ کر اکیلی ہمارے خاندان میں آ گئی ہے، اس کے ساتھ بھی محبت بھرا سلوک کرنا چاہیے کہ یہ ہماری ہمدردی کی زیادہ حق دار ہے۔[1]

(6) عدت میں نکاح کا شرعی حکم

سوال: کیا عورت عدت میں نکاح کر سکتی ہے؟

جواب: عورت عدت میں نکاح نہیں کر سکتی، بلکہ عدت کے اندر تو اسے نکاح کا پیغام دینا بھی حرام ہے۔[5] [6]

---

❶ ملفوظاتِ امیرِ اہلِ سنت، 1/234، 235 ❷ ملفوظاتِ امیرِ اہلِ سنت، 1/235 ❸ معجم کبیر، 4/148، حدیث: 3969 ماخوذاً ❹ ملفوظاتِ امیرِ اہلِ سنت، 1/398 تا 400 ❺ دُرِّ مختار، 5، 225 ❻ ملفوظاتِ امیرِ اہلِ سنت، 3، 232

مسلمان پڑوسی عورت

ہم جس معاشرے میں رہتے ہیں وہ افراد کی بدولت ہی قائم ہے اور ایک معاشرے میں رہتے ہوئے روزمرہ زندگی میں ہمارا بہت سے لوگوں سے واسطہ پڑتا ہے، انہی میں ہمارے پڑوسی بھی شامل ہیں۔ ہم خواتین زیادہ تر دن کا حصہ اپنے گھر میں گزارتی ہیں اور وقتاً فوقتاً ہمارا واسطہ پڑوس کی اسلامی بہنوں سے بھی کسی نہ کسی کام کے سلسلے میں پڑتا رہتا ہے، ہمارے طرزِ زندگی سے ہمارے ہمسائے متاثر ہوتے ہیں۔ اسی لئے اسلامی تعلیمات میں پڑوسیوں کے حقوق سے متعلق تفصیلی احکام موجود ہیں۔ پڑوسیوں سے اچھا سلوک جنتی اور ان سے بُرا سلوک مَعاذَاللہ جہنمی بنا سکتا ہے۔ چنانچہ،

ایک شخص نے عرض کی: یارسولَ اللہ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم! فلاں عورت کا تذکرہ اس کی نماز، صدقہ اور روزوں کی کثرت کی وجہ سے کیا جاتا ہے مگر وہ اپنی زبان سے پڑوسیوں کو تکلیف دیتی ہے تو حضور نے ارشاد فرمایا: وہ جہنمی ہے۔ اس نے پھر عرض کی: یارسولَ اللہ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم! فلاں عورت نماز و روزے کی کمی اور پنیر کے ٹکڑے صدقہ کرنے کے باعث پہچانی جاتی ہے، مگر اپنے پڑوسیوں کو ایذا نہیں دیتی تو آپ نے ارشاد فرمایا: وہ جنتی ہے۔[1]

پیاری اسلامی بہنو! ذرا غور کیجئے کہ اس حدیث پاک میں کس قدر سبق آموز بات بیان کی گئی ہے، ہمیں چاہئے کہ اپنی پڑوسی اسلامی بہنوں کا خیال رکھیں، شریعت کے دائرے میں رہتے ہوئے ان کی خبر گیری کرتی رہیں، انہیں مدد کی ضرورت ہو اور ممکن بھی ہو تو ان کی مدد کریں، اگر کوئی پڑوسن چائے، دودھ، پانی، نمک، ماچس وغیرہ روز مرہ کی ضروری چیزیں طلب کرے اور ہم اس کی مدد کرنے پر قادر بھی ہوں تو اسے مایوس کرنے سے پہلے غور کرلیجئے کہ اگر ہم غریب وضرورت مند ہوتیں اور اس سے یہ چیزیں مانگتیں تو ہمیں اس کا کیسا برتاؤ اچھا لگتا؟ پس وہی سلوک ہمیں بھی اپنی اس ہمسائی سے کیجئے۔ بلکہ علمائے کرام فرماتے ہیں: مستحب ہے کہ آدمی اپنے گھر میں ایسی چیز اپنی حاجت سے زیادہ رکھے جن کی ہمسایوں کو حاجت ہوتی ہے اور انہیں عاریۃً دیا کرے۔[2] اسی طرح ان اسلامی بہنوں کو بھی غور کرلینا چاہیے کہ جو بلاوجہ کسی سے کوئی نہ کوئی چیز مانگتی رہتی ہیں، کبھی کسی مجبوری کی صورت میں مانگنا پڑ گیا تو الگ بات ہے لیکن یاد رکھیں! مانگنے کی عادت بنالینا شخصیت اور عزت کو داغدار بھی کرسکتا ہے۔

نیز پڑوسیوں کے ساتھ خیر خواہی میں سے ہے کہ ان کی سخت اور نازیبا باتوں پر صبر کرے، حسنِ اخلاق کا مظاہرہ کرے کہ فرمانِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم ہے: جن لوگوں سے اللہ پاک محبت فرماتا ہے ان میں وہ بھی ہے جس کا بُرا پڑوسی اسے ایذا دے تو وہ اس پر صبر کرے یہاں تک کہ اللہ کریم اس کی زندگی یا موت کے ذریعے کفایت فرمائے۔[3] اسی طرح موقع کی مناسبت سے ان کو نیکی کی دعوت دینا بھی ان سے خیر خواہی ہے، لہٰذا اپنی اصلاح کے ساتھ ساتھ اپنے پڑوسیوں کو بھی نیکی کی دعوت دیتی رہئے۔ اگر ہم اس پر عمل کی کوشش کریں تو معاشرے کے امن وسکون میں ہمارا حصہ شامل ہوسکتا ہے اور دنیا و آخرت بھی بہتر ہوسکتی ہے۔

---

(1) مسند احمد، 3/441، رقم: 9681 (2) تفسیر خازن، 4/413 (3) معجم کبیر، 2/152، حدیث: 1637

سلسلہ: اسلام اور عورت

اُمِّ میلاد باجی

سلسلہ: خاندان میں عورت کا کردار

بہن کا کردار

بنتِ اللہ بخش عطاریہ
ہند

معاشرے میں بحیثیت بہن عورت کے کردار کی اہمیت کا انکار نہیں کیا جا سکتا۔ عام طور پر بہن اپنے بھائی کی لاڈلی ہوتی ہے، بھائی بہن کا خوشگوار انداز اور اچھا سلوک گھر میں پیار، محبت، امن اور سکون کا باعث بنتا ہے، لیکن اگر یہ دونوں آپس میں لڑنے جھگڑنے لگیں تو گھر میں بدامنی اور بے سکونی کا ماحول پیدا ہوتا ہے۔ لہٰذا بہن کو چند چیزوں کا خاص خیال رکھنا چاہئے:

※ اگر بھائی کبھی کسی بات پر بہن پر غصہ ہو کر ڈانٹ دے تو بہن کو اس سے تو تکار کرنے یا ٹیڑھا جواب دینے کے بجائے خاموش رہنا چاہئے کیونکہ عام طور پر غصہ ٹھنڈا ہونے کے بعد بڑے بھائی کو اپنے سخت رویّے پر افسوس ہوتا ہے اور وہ اپنی بہن سے معافی مانگ کر یا اسے کوئی چیز کھلا کر اس کی دلجوئی کرتا اور اسے منالیتا ہے، بہرحال بھائی ڈانٹنے کے بعد دلجوئی کرے یا نہ کرے بہن کو زبان درازی سے گریز ہی کرنا چاہئے۔

※ اگر کبھی نادانستہ طور پر یا جذبات میں آ کر بھائی سے زبان درازی کر بیٹھے تو معافی مانگنے میں پہل کر کے اسے منالے۔

※ بھائی کی چھوٹی چھوٹی باتوں پر والدین سے اسکی شکایت نہ کرے بلکہ ہر جائز حد تک اپنے بھائی کی طرفداری کرے۔

※ اگر کبھی بھائی کی کسی خامی یا راز کا پتہ چلے تو گھر والوں کے سامنے اس کا چرچا کر کے اسے شرمندہ نہ کرے بلکہ پردہ رکھے۔ پیارے آقا صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو کسی مسلمان کی عیب پوشی کرے تو اللہ پاک قیامت کے دن اس کی عیب پوشی فرمائے گا۔[1] لیکن یاد رکھئے! ہر بُرائی ایسی نہیں ہوتی کہ اس کا پردہ ہی رکھا جائے لہٰذا اچھی طرح غور کر لیجئے، اگر بھائی میں پائی جانے والی بُرائی مستقبل میں اس کے لئے بڑے نقصان یا والدین کے لئے معاشرتی رسوائی کا باعث بن سکتی ہے تو چشم پوشی سے کام لینے کے بجائے بہن کو خود اس کی اصلاح کرنی چاہئے یا خالصۃً اصلاح کے لئے والدین وغیرہ سے اس خامی کا تذکرہ کر دینا چاہئے۔

※ بہن اگر بڑی ہے تو چھوٹے بہن بھائیوں پر شفقت کرے، ان کی ضروریات و تکالیف کا خیال رکھے، اگر ان پر سختی کر بیٹھے تو مناسب موقع پر چھوٹوں سے اپنی سخت گیری کی معافی مانگ لے کہ اس سے ان کے دل میں اس کی عزّت بڑھے گی۔

※ چچا، تایا اور پھوپھی زاد چھوٹے بہن بھائیوں سے بھی اپنائیت و شفقت سے پیش آئے، البتہ چچا، تایا اور پھوپھی کے بیٹے اگر بالغ ہوں تو ان سے شرعی پردہ کرنا ضروری ہے۔

※ بہن اگر شادی شدہ ہو تو شوہر کے سامنے کبھی بھائی کو شرمندہ و رسوا نہ کرے، ہمیشہ اس کی عزّت کا خیال رکھے۔

※ رسومات کے نام پر یا خوشیوں کے تہوار پر بھائی سے بے جا مطالبات کر کے اسے آزمائش میں نہ ڈالے۔

※ شادی شدہ بھائی کی زوجہ سے بحیثیت نند اچھا رویہ اختیار کرے، اس کا ساتھ دے، بھائی سے محبت کی وجہ سے بھابھی سے نہایت اپنائیت سے پیش آئے، بھابھی کی مخالفت میں اپنی ماں کی باتوں اور شکایتوں میں بے جا حمایتی بن کر اپنے بھائی اور بھابھی کی مشکلات میں اضافہ نہ کرے۔

اللہ پاک عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

اٰمین بِجاہِ النّبیِّ الْاَمین صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم

---

[1] مسلم، ص1072، حدیث:6595

بچوں میں خود سری کی وجوہات و حل

بنتِ محمد شبیر اعوان عطاریہ
بی ایڈ، ایم ایس سی اکنامکس گولڈ میڈلسٹ (میانوالی)

جو خواتین بچوں کی شرارتوں اور ضدی پن کی وجہ سے پریشان رہتی ہیں اور آئے دن کسی نہ کسی کے سامنے بچوں کی وجہ سے شرمندگی محسوس کرکے اس طرح کے جملے بولتی رہتی ہیں: ہمارا بچہ بہت بگڑ گیا ہے، بات نہیں مانتا، کسی کی نہیں سنتا، بہت ضدی ہو گیا ہے وغیرہ وغیرہ۔ ایسی خواتین کو چاہئے کہ وہ بچوں کے خود سر ہونے کے عوامل پر غور کریں۔ چنانچہ اس حوالے سے ذیل میں بچوں کے خود سر ہونے کی بعض وجوہات اور ان کے حل پیش خدمت ہیں:

1 نادانستہ طور پر گھر کے بڑوں کا کردار ہی بچوں کے بگڑنے کا سبب بن رہا ہوتا ہے، کیونکہ بچے فطری طور پر اپنے ارد گرد کے ماحول سے سیکھتے ہیں لہٰذا اگر گھر میں ساس بہو اور نندوں یا پھر گھر کے مردوں کے درمیان تناؤ رہتا ہو، طرزِ گفتگو جارحانہ یا غیر معیاری ہو، باہمی جھگڑے، غیبت و برائی، چیخ پکار، عدم برداشت ہٹ دھرمی، بدگمانی، حق تلفی، اور طعنہ زنی وغیرہ کا سلسلہ رہتا ہو تو بچے پر بھی اس کا اثر پڑتا ہے، وہ بھی بدلحاظ و خود سر ہو جاتا ہے۔ لہٰذا بچے کے کردار کو ستھرا رکھنے کیلئے بڑوں کو اپنی عادات و خیالات کو بلند و پاکیزہ رکھتے ہوئے اخلاقی بد لحاظیوں پر قابو پانا ہو گا۔ 2 بسا اوقات بچے کی ضروریات تو پوری کی جاتی ہیں مگر ماں باپ اسے مناسب وقت نہیں دیتے، جب وہ دیگر بچوں کے والدین کو ان کے ساتھ ہنستے اور وقت گزارتے دیکھتا ہے تو اسے محرومی کا احساس اپنے ماں باپ سے بیگانہ اور متنفر بنا دیتا ہے۔ لہٰذا بچے کے لئے وقت نکال کر اس سے باتیں کی جائیں، اس کا دل خوش کیا جائے، اسے خود سے مانوس کرنے کیلئے اس کے ساتھ ہنس کھیل کر اسے اپنائیت کا احساس دلایا جائے۔ 3 بعض اوقات بچے کو ایک کام کرنے کا کہا جاتا ہے مگر اس وقت وہ کام کرنے سے بیزاری محسوس کرتا ہے، لہٰذا بہتر ہے پہلے اسے ذہنی طور پر اس کام کیلئے آمادہ کر لیا جائے یا پھر مناسب وقت کا انتظار کیا جائے۔ 4 یہ بات تو تقریباً سبھی جانتے ہیں کہ بے جا لاڈ پیار بچوں کے بگاڑ کا سبب بنتا ہے مگر بعض اوقات بے توجہی میں ماں باپ بچے سے بے جا لاڈ پیار سے پیش آتے ہیں، اس کے بات نہ ماننے کو نظر انداز کرتے ہیں، اس کی ہر بات مانتے اور ہر مانگ پوری کرتے ہیں، "نا" سُننا تو سکھاتے ہی نہیں، نتیجتاً بچہ ایسا ضدی ہو جاتا ہے کہ اسے کسی چیز کا پابند کرنا یا کسی کام سے روکنا مشکل ہو جاتا ہے۔ بسا اوقات مالی پریشانی میں بھی ایسے والدین کو بچے کی ضد کے آگے مجبور ہونا پڑتا ہے۔ لہٰذا شروع ہی سے بچوں پر توجہ دی جائے، ہر نامناسب بات اور ناشائستہ حرکت سے انہیں دور رکھا جائے، نیز کبھی کبھار ان کے مطالبات پورے کرنے میں معمولی تاخیر بھی کرنی چاہئے تاکہ وہ صبر اور انتظار کرنا بھی سیکھیں۔ 5 بے جا ڈانٹ ڈپٹ بھی بچوں کو ضدی بناتی ہے، لہٰذا اچھی طرح غور کر لیں کہ ڈانٹنا ضروری ہے یا نہیں، اگر ضروری ہو تب بھی فوری ایسا نہ کریں اور مناسب موقع تلاش کریں کیونکہ عام طور پر فوری روک ٹوک طبیعت کو گوارا نہیں ہوتی، ہاں! اگر بچہ کسی ایسی چیز کی طرف پیش قدمی کر رہا ہو جو فوری طور پر اس کے لئے نقصان دہ ہو مثلاً کرنٹ، آگ یا چھری چاقو وغیرہ تو ایسی صورت میں فوری روک تھام ہی ضروری ہے۔

دُعائے خلیل: اللہ پاک کے نبی حضرت لوط علیہ السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بھائی ہاران بن تارخ کے فرزند تھے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دُعا سے نبی بنے تھے۔[1] حضرت لوط علیہ السلام 30 سال تک تبلیغِ دِین فرماتے رہے، لیکن کفار نے بجائے ایمان لانے اور آپ کی بات کی تصدیق کرنے کے آپ کو معاذ اللہ جھٹلایا۔ آپ علیہ السلام کی ایک ہی بیوی تھی ایک قول کے مطابق اس کا نام واہلہ تھا،[2] یہ اس کی بد بختی تھی کہ کفار کے ساتھ مل کر آپ کو بہت تکالیف پہنچاتی اور اس نے اسلام کی روشن تعلیمات کو جاننے اور سمجھنے کے باوجود اس کے مقابلے میں کفر کو ترجیح دی اور پوری زندگی کفر ہی کی حالت میں گزار دی! اس کا واقعہ کچھ یوں ہے کہ ایک دن فرشتے حضرت لوط علیہ السلام کے گھر میں خوب صورت لڑکوں کی شکل میں آئے تو اس عورت نے کفار کو یہ بات بتادی اور کہا کہ آجاؤ ہمارے گھر میں تمہاری لذّت کا سامان آیا ہے، معاذ اللہ آخر کار اس قوم کے نافرمانوں پر عذابِ الٰہی آیا جس نے ان سب کو تباہ وبرباد کردیا۔

قومِ لُوط پر عذاب کی کیفیت: قومِ لُوط پر عذاب کی 2 کیفیات قرآنِ کریم میں بیان ہوئی ہیں۔ (1) اُن پر بستی کو اُلٹ دیا گیا۔ (2) پتھروں کی بارش ہوئی، لیکن ان دونوں باتوں میں کوئی تضاد نہیں کیونکہ اس کی توجیہ یہ ہے کہ پہلے پتھر برسے بعد میں ان کی بستیاں الٹ دی گئیں، یا یہ توجیہ ہے کہ گھروں میں رہنے والوں پر بستی الٹ دی گئی اور ان کے مسافروں پر پتھر برسائے گئے۔

حضرت لوط علیہ السلام کی بیوی کا انجام: جب قومِ لُوط پر عذاب آیا اور آپ کی بیوی نے قوم کو لاچار اور بے سروسامانی کے عالَم میں عذابِ الٰہی سے دوچار ہوتے ہوئے دیکھا تو اس کو بہت رنج و غم ہوا اور اس کے منہ سے نکلا: ہائے میری قوم! چنانچہ عذابِ الٰہی اس کی طرف متوجہ ہوا اور ایک پتھر اس کو بھی آکر لگا اور اسی پتھر کے لگنے کے سبب وہ ہلاک ہوگئی۔[3]

اللہ پاک نے پارہ 8 سورۃ الاعراف آیت نمبر 83 میں ارشاد فرمایا: فَاَنْجَیْنٰهُ وَ اَهْلَهٗۤ اِلَّا امْرَاَتَهٗ ﳲ كَانَتْ مِنَ الْغٰبِرِیْنَ(۸۳)
ترجمۂ کنز العرفان: تو ہم نے اسے اور اس کے گھر والوں کو نجات دی سوائے اس کی بیوی کے۔ وہ باقی رہنے والوں میں سے تھی۔

عذاب سے امان پانے والے مومنین: جو خوش نصیب افراد حضرت لوط علیہ السلام پر ایمان لائے یعنی آپ کی بیٹیاں، خادمین اور دیگر مسلمان ان کو اللہ پاک کے حکم کی بنا پر حضرت لوط علیہ السلام سدوم نامی بستی سے لے گئے اور انہیں اللہ پاک نے عذاب سے محفوظ رکھا۔ سیرت الانبیاء کے صفحہ نمبر 398 پر نجات پانے والوں کی تعداد 13 درج ہے۔ مذکورہ بالا واقعے سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی پر ایمان لانا، ان کی صحبت اختیار کرنا، ان کے احکامات ماننا، ان کی شان میں گستاخی کرنے سے بچنا، دنیا و آخرت میں امانِ الٰہی، رحمتِ الٰہی اور اللہ پاک کی خوشنودی حاصل کرنے کا سبب ہے۔ اللہ پاک ہمیں تمام انبیائے کرام کا ادب و احترام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

---

(1) تفسیر نعیمی، 8/573-574 ملتقطاً (2) تفسیر خازن، 4/288 (3) تفسیر نعیمی، 8/574 ملتقطاً

سلسلہ بزرگ خواتین کے سبق آموز واقعات

دین رشتوں سے بالا ہے

اُمِّ سلمہ عطاریہ مدنیہ
ملیر کراچی

صلحِ حدیبیہ کے بعد حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کی مشرکہ والدہ ان کے پاس آئیں تو انہوں نے بارگاہِ رسالت میں حاضر ہو کر عرض کی: میری مشرکہ ماں آئی ہے، میں ان کے ساتھ کیسا برتاؤ کروں؟ ارشاد فرمایا: اچھا برتاؤ کرو۔[1]

ماں باپ کا رشتہ نہ صرف بہت ہی اہمیت کا حامل بلکہ تمام رشتوں میں عزیز تر ہوتا ہے، مگر اس کے باوجود جب حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کے پاس ان کی مشرکہ ماں آئیں تو آپ نے حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم سے شرعی رہنمائی حاصل کی کہ وہ ان سے کس طرح پیش آئیں۔ معلوم ہوا! ہماری بزرگ خواتین ہر قدم پر شریعت پر عمل کو رشتوں پر فوقیت دیتی تھیں، چنانچہ ہمیں بھی چاہئے کہ کوئی کام کرنے سے پہلے اس کے جائز و ناجائز ہونے کے متعلق شرعی رہنمائی حاصل کریں اور اپنے تمام معاملات میں اللہ و رسول صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے احکامات کو ترجیح دیں اور جو کام شرعاً جائز نہیں، ان سے بچیں۔

خدانخواستہ اگر ہمیں بھی کبھی ایسی صورتِ حال کا سامنا ہو کہ ہمیں دین اور رشتے میں سے کسی ایک کا انتخاب کرنا پڑے تو ہم پر لازم ہے کہ دین کو ترجیح دیں کیونکہ رشتوں کی اہمیت اسی کی وجہ سے ہے، یعنی رشتوں کا لحاظ اسی وقت کیا جائے گا جب شریعت اجازت دے۔ جیسا کہ پارہ 28، سورۃ المجادلہ کی آیت 22 کا مفہوم ہے: تم ایسے لوگوں کو نہیں پاؤ گے جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتے ہوں کہ وہ ان لوگوں سے دوستی کریں جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول سے مخالفت کی اگرچہ وہ ان کے باپ یا ان کے بیٹے یا ان کے بھائی یا ان کے خاندان والے ہوں۔ یعنی مومن کامل کی علامت یہ ہے کہ اس کا دل کفار کی طرف نہیں جھکتا اور ان سے مطلقاً الفت نہیں ہوتی، اس کے ماں، باپ، بھائی، بہن کافر ہوں تو اس کے دل میں ان سے الفت نہیں ہوتی، محبتِ الٰہیہ دل میں دشمنانِ دین کی محبت نہیں آنے دیتی۔[2] یہ تو تھی غیر مسلم والدین یا رشتہ داروں سے قلبی تعلق رکھنے کے متعلق قرآنی رہنمائی البتہ جہاں تک ان کے حقوق کی بات ہے تو دینِ اسلام نے اس کی بھی تفصیل بیان فرمائی ہے۔ چنانچہ کافر و مشرک ماں باپ کی خدمت بھی اولاد پر لازم ہے، فقہا فرماتے ہیں: مشرک باپ کو بت خانے نہ لے جائے مگر جب وہاں پہنچ چکا ہو تو وہاں سے گھر لے آئے کہ لے جانے میں بت پرستی پر مدد ہے اور لے آنے میں خدمت ہے۔ دوسرے عزیز و قرابت دار بھی اگر مشرک و کافر ہوں مگر محتاج ہوں تو ان کی مالی خدمت کرے۔[3] بہر حال ہمیں چاہئے کہ ہم بھی اپنی بزرگ خواتین کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے دین کی اہم معلومات حاصل کرتی رہیں، اَلْحَمْدُ لِلّٰہ! فی زمانہ خواتین کے لئے بھی علمِ دین حاصل کرنے کے بہت سے ذرائع موجود ہیں، دعوتِ اسلامی کے زیرِ اہتمام فیضانِ شریعت کورس، آن لائن کورسز اور جامعۃُ المدینہ گرلز میں بھی داخلہ لیا جا سکتا ہے، اس کے علاوہ دعوتِ اسلامی کے تحت بدھ کے روز ہونے والے اسلامی بہنوں کے ہفتہ وار اجتماع میں شرکت کرنا بھی دینی معلومات میں اضافے کا بہترین ذریعہ ہے۔ اللہ کریم ہمیں بزرگ خواتین کے نقشِ قدم پر چلنے کی سعادت نصیب فرمائے۔

---

1 بخاری، ص816، حدیث: 3183 2 نور العرفان، پ28، المجادلہ، تحت الآیۃ: 22 ص870
3 مراۃ المناجیح 6/355

سلسلہ: امورِ خانہ داری سے متعلق مدنی پھول

جَو کے فوائد و استعمال

بنت اسحاق مدنیہ عطاریہ
(بی ایڈ، ایم اے اسلامیات)
رکن ذمہ دار جامعات المدینہ گرلز رحیم یار خان / صادق آباد / لیاقت پور

حضرت امام حسن، عبدُ اللہ بن عباس اور عبدُ اللہ بن جعفر رضی اللہُ عنہم جناب سلمٰی رضی اللہُ عنہا کے پاس آئے، انہیں چونکہ حضور اکرم صلَّی اللہُ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی خدمت کرنے اور کھانا بنانے کا اعزاز حاصل تھا، لہٰذا ان حضرات نے اُن سے فرمائش کی کہ آج ہمارے لئے بھی وہی کھانا تیار کیجئے جو رسولِ اکرم صلَّی اللہُ علیہ واٰلہٖ وسلَّم پسند فرمایا کرتے تھے۔ تو وہ بولیں: میرے بچو! شاید آج وہ کھانا کھانے کو تمہارا جی نہیں چاہے گا۔ (شاید انہوں نے یہ بات اس لئے کہی کہ یہ کھانا عسرت و تنگی کے ایام کا تھا) بہرحال ان تینوں حضرات نے فرمایا: ہرگز ایسی بات نہیں! آپ ہمارے لیے وہی کھانا بنائیے۔ چنانچہ انہوں نے تھوڑا سا جَو کا آٹا گوندھا اور زیتون کا تیل، سیاہ مرچ اور زیرہ وغیرہ مصالحہ جات ڈال کر کھانا تیار کرلیا اور ان تینوں حضرات کے سامنے رکھ کر فرمانے لگیں: یہی وہ کھانا ہے جو حضور پُرنور صلَّی اللہُ علیہ واٰلہٖ وسلَّم پسند فرماتے اور بڑے شوق سے تناول فرماتے تھے۔[1]

اسی طرح ایک روایت میں ہے کہ حضور صلَّی اللہُ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے گھرانے والوں کی روٹی اکثر جَو کی ہوتی تھی۔[2]

معلوم ہوا کہ رسولِ کریم صلَّی اللہُ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے بطورِ غذا کھجور کے علاوہ جَو شریف کا استعمال بھی کثرت سے فرمایا ہے۔ لہٰذا ہمیں بھی چاہئے کہ مکی مدنی سرکار صلَّی اللہُ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی سنت پر عمل کرنے کی نیت سے کھانے میں کبھی کبھار جَو بھی استعمال کیا کریں یا پھر اس کی روٹی کھایا کریں۔ جَو سے متعلق کچھ مفید مفید باتیں پیشِ خدمت ہیں:

جَو کا آٹا گوندھنے اور روٹی بنانے کا طریقہ: جَو کا آٹا گوندھنے کے لیے جَو کی مقدار کے برابر پانی اُبلنے کیلئے رکھ دیں اور اس میں معمولی سا نمک بھی شامل کر دیں، جب پانی اُبل جائے تو جَو کا آٹا ڈال کر فوراً چمچ سے ہلا کر اچھی طرح ملا لیں، اب چولھا بند کردیں، ٹھنڈا ہونے پر ہاتھوں کو تھوڑا سا گھی لگا کر اچھی طرح سے اسے گوندھ لیں اور گندم کے آٹے کی طرح بیل کر درمیانی آنچ پر اس کی روٹی بنالیں۔ اِن شآءَ اللہ اس طرح روٹی اچھی بنے گی اور پھٹے گی نہیں۔

تلبینہ کا فائدہ جَو کی روٹی کے علاوہ اس سے بنائی جانے والی ایک اہم اور نہایت مفید چیز تلبینہ بھی ہے۔ تلبینہ جَو دودھ اور شہد یا کھجور سے تیار ہونے والی کھیر جیسی غذا ہے۔ نبیِ کریم صلَّی اللہُ علیہ واٰلہٖ وسلَّم اسے پسند فرماتے اور بالخصوص مریضوں کے لئے مفید قرار دیتے۔ جیسا کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہُ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے حضور صلَّی اللہُ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ تلبینہ مریض کے دل کے لئے راحت بخش ہے اور اس کے غم کو ہلکا کرتا ہے۔[3] اسی فرمانِ رسالت کے پیشِ نظر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہُ عنہا بیماروں اور میت کے غم سے دوچار ہونے والوں کے لئے تلبینہ ہی تجویز کیا کرتی تھیں۔[4] اہلِ خانہ میں سے کوئی بیمار ہوتا تو رسولِ اکرم صلَّی اللہُ علیہ واٰلہٖ وسلَّم تلبینہ بنانے کی ہدایت دیتے اور فرماتے کہ اس سے غمگین کے دل کو تقویت اور بیمار کو ایسی تسکین ملتی ہے جیسی تمہیں چہرے کے میل کو پانی سے دھو کر حاصل ہوتی ہے۔[5]

بنانے کا طریقہ ایک پاؤ دودھ میں تین کھانے کے چمچ جَو کا دلیہ ڈالیں اور 45 منٹ تک دھیمی آنچ پر پکائیں، وقفے وقفے سے چمچ ہلاتی رہیں یہاں تک کہ کھیر جیسی بن جائے، پھر چولہے سے اتار کر ٹھنڈا کرلیں اور حسبِ ذائقہ خالص شہد ملا لیں۔ اگر شہد موجود نہ ہو تو چند کھجوریں شامل کرلیں۔ بس آپ کے لیے تلبینہ تیار ہے، اسے جَو کا دلیہ بھی کہا جاتا ہے۔

تلبینہ غم کو زائل کرنے کا سبب اس طرح ہے کہ چونکہ غم اور فکر سے انسانی جسم کی طبعی حرارت کو نقصان پہنچتا ہے جس کی وجہ سے دل بھی بہت کمزور ہو جاتا ہے جبکہ تلبینہ میں فرحت بخش غذائی اجزا شامل ہوتے ہیں جس سے بدن کی حرارت معمول پر آجاتی ہے لہٰذا بیمار کا غم زائل ہو جاتا ہے اور اس کے دل کو نشاط و فرحت ملتی ہے۔

تلبینہ کے طبی فوائد ❶ ڈپریشن کو دور کرتا ہے۔ ❷ مایوسی کا علاج ہے۔ ❸ کمر درد کا بہترین علاج ہے۔ ❹ خون میں ہیمو گلوبن کی شدید کمی کو پورا کرتا ہے۔ ❺ حافظہ کی کمی کو دور کرتا ہے۔ ❻ بھوک کی کمی دور کرتا ہے۔ ❼ وزن کم کرتا ہے۔ ❽ کولیسٹرول کی زیادتی ختم ہوتی ہے۔ ❾ دل کے مریضوں کے لیے شفا کا ذریعہ ہے۔ ❿ دائمی قبض کا بہترین علاج ہے۔ ⓫ معدے کی سوجن دور ہوتی ہے۔ ⓬ کینسر ختم کرنے میں مفید ہے۔ ⓭ نگاہ کی کمزوری دور کرتا ہے۔ ⓮ بیماری کے بعد کی کمزوری دور کرتا ہے۔ ⓯ دل کے والوں کی پیچیدگیاں دور کرتا ہے۔ ⓰ گردے کا انفیکشن اور پتھری کے مریضوں کیلئے مفید ہے۔ ⓱ جَو میں دودھ سے زیادہ کیلشیم اور پالک سے زیادہ فوائد پائے جاتے ہیں۔

ماہرینِ غذائیات کی تحقیق کے مطابق یہ غذا خون میں شکر اور چربی کی مقدار کو متوازن رکھتی ہے، جَو کے ریشے خون میں کولیسٹرول اور شکر کی غیر ضروری مقدار کو کنٹرول کرتے ہیں۔ جَو کے دلیہ میں چربی (Fat) کی مقدار کم اور شوگر 0٪ پائی جاتی ہے لہٰذا اس کے روزانہ استعمال سے وزن کم ہوتا ہے۔ دلیہ میں فائبر کی مقدار بہت زیادہ ہوتی ہے جس کی وجہ سے جسم میں موجود چربی کو پگھلنے میں مدد ملتی ہے۔

انسانی جسم کو جب اضافی شوگر اور فیٹ ملنا بند ہو جاتا ہے تو قدرتی طور پر جسم میں موجود چربی اور شوگر استعمال ہونا شروع ہو جاتی ہے جس کے نتیجہ میں ورزش کیے بغیر ہی چربی پگھلنے کا عمل شروع ہو جاتا ہے جس سے وزن میں کمی آجاتی ہے۔

دلیہ کا استعمال بچوں کو دمہ سے نجات دلانے میں مددگار ہوتا ہے۔

جَو سے بننے والی مزید ڈشز

ڈش نمبر 1: تین چمچ ثابت جَو لے کر تھرماس میں ڈال دیں اور پھر اسے گرم پانی سے بھر کر بند کر دیں اور کم از کم آٹھ گھنٹے گزرنے کے بعد پانی چھان لیں یہ جَو کا بہترین پانی حاصل ہو گیا جو کہ بہت سارے امراض میں شفایابی کا موثر ترین ذریعہ ہے۔ **ڈش نمبر 2:** ایک کلو ثابت جَو یا اس کا دلیہ 2 لیٹر پانی یا دودھ میں دھیمی آنچ پر 2 گھنٹے پکا لیں جب گل جائے تو اسے اتار کر ٹھنڈا کرکے فریج میں رکھ لیں پھر روزانہ حسب ضرورت دودھ میں شامل کرکے شہد، کھجوریں، خشک میوہ جات، کیلے، چاکلیٹ وغیرہ میں سے جو دل چاہے ملا کر عمدہ قسم کا تلبینہ ملک شیک بنا لیا جائے۔ **ڈش نمبر 3:** جَو کے آٹے کا پتلا پانی بھی بے حد مفید ہے یہ دودھ کی طرح سیال ہوتا ہے، یہ بیماروں کیلئے مفید ہے، اسے خوب پکایا جائے مگر یہ پتلا ہونا چاہئے، گاڑھا یا کچا نہیں۔

جَو کے پانی اور تلبینہ میں فرق جَو کے پانی اور تلبینہ میں فرق یہ ہے کہ جَو کا پانی جَو کے ثابت دانوں کو پکا کر حاصل کیا جاتا ہے جبکہ تلبینہ جَو کے آٹے سے بھی بنایا جاسکتا ہے۔

تنبیہ: جَو کے مستقل استعمال سے قبل اپنے معالج سے مشورہ ضرور کرلیجئے۔

---

❶ شمائلِ ترمذی، ص111، حدیث:169 ❷ ترمذی، 4/160، حدیث:2367 ❸ بخاری، 3/532، حدیث:5417 ❹ بخاری، 4/19، حدیث:5689 ❺ ابنِ ماجہ، 4/92، حدیث:3445
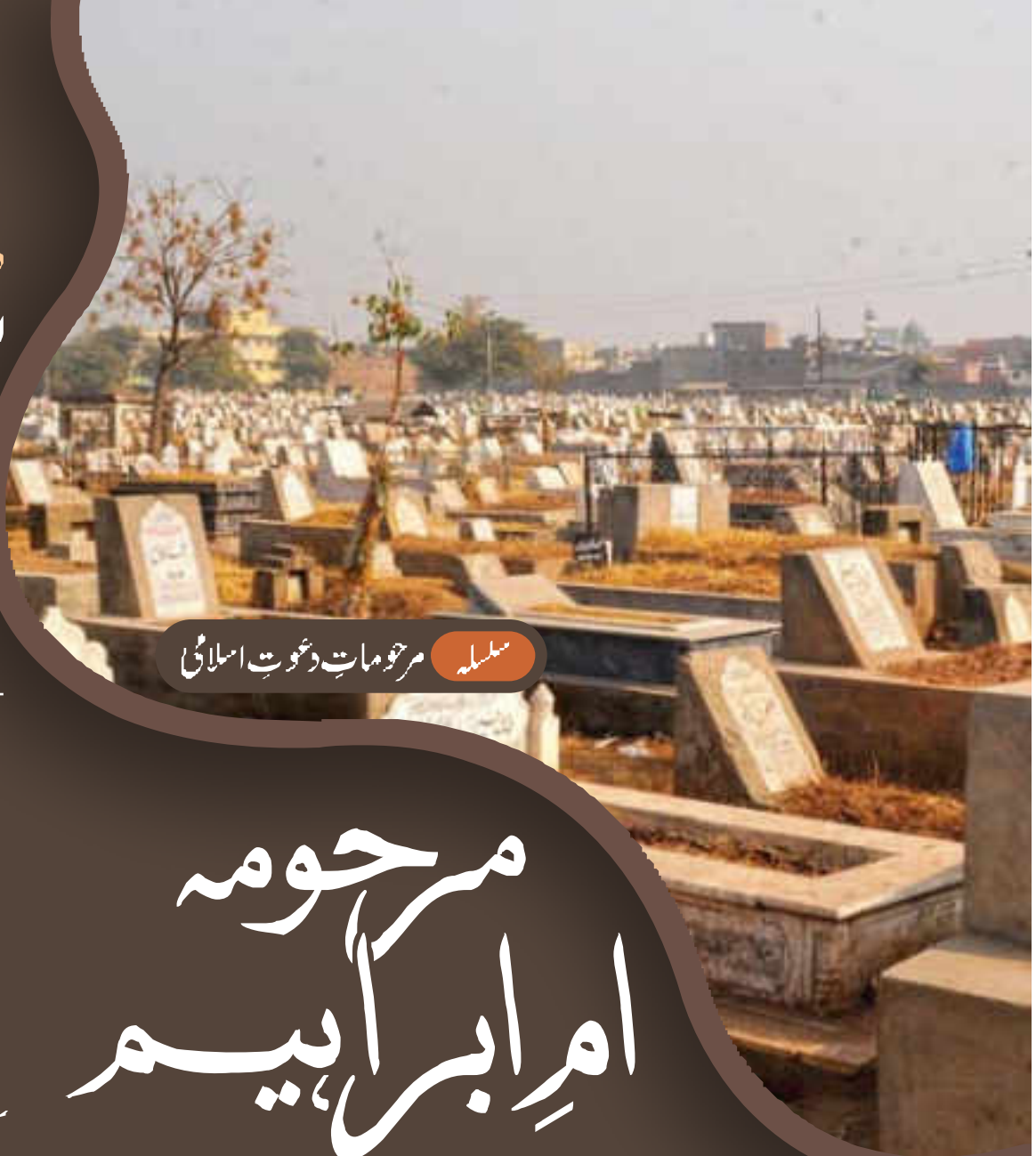
مرحومہ امِ ابراہیم

مرحومہ امِ ابراہیم شبنم عطاریہ ولد عبد الرشید مومن سن 1976عیسوی کو ہند کی ریاست مہاراشٹر کے ضلع تھانہ بھیونڈی نامی علاقے میں پیدا ہوئیں۔

دعوتِ اسلامی سے وابستگی وقتِ انتقال ان کی عمر 44 سال تھی، مرحومہ نے اپنی عمر کے 39ویں سال سن 2015 میں دعوتِ اسلامی کے تحت ہونے والے ایک کورس ”زندگی پر سکون گزاریئے بفیضانِ خاتونِ جنت“ میں داخلہ لیا اور کسی اسلامی بہن کی ترغیب پر کورس کے اختتام تک باقاعدہ دعوتِ اسلامی سے وابستہ ہو کر زندگی کے آخری پانچ سال دعوتِ اسلامی کے دینی ماحول میں ہی رہتے ہوئے گزارے۔

دینی و دنیاوی تعلیم: مرحومہ نے اگرچہ اسکول کی 8 کلاسیں پڑھی تھیں مگر دین کی عالمہ بننے کی شدید خواہش رکھتی تھیں۔ درسِ نظامی تو نہ کر سکیں مگر دعوتِ اسلامی سے وابستہ ہو کر زندگی پُرسکون گزاریئے کورس کے علاوہ فیضانِ شریعت کورس درجہ اول، فیضانِ زکوٰۃ کورس، فیضانِ رمضان کورس، فیضانِ تلاوت کورس، دینی کام کورس، مدنی قاعدہ کورس اور 26 گھنٹے رہائشی نیک اعمال کورس کی سعادت بھی حاصل کی۔

دینی کاموں میں دلچسپی و قربانی مرحومہ جی جان سے دعوتِ اسلامی کے آٹھ دینی کاموں میں دلچسپی لیتیں، ان کی بے لوث خدمت کے نتیجے میں تنظیمی طور پر انہیں جلد ہی ذیلی سطح پر علاقائی دورہ کی ذمہ دار بنا دیا گیا۔ مرحومہ کے اہلِ خانہ کا کہنا ہے کہ دعوتِ اسلامی کے دینی کاموں کی اس قدر شوقین تھیں کہ پیروں کی تکلیف کے باوجود شدید گرمی و سردی کی پروا کئے بغیر دینی کاموں میں مصروف رہتیں، بارشوں میں بھی دینی کاموں میں کوتاہی نہ کرتیں، مرحومہ غسلِ میت کی بھی عظیم خدمت سرانجام دیا کرتیں، لہٰذا وقت بے وقت جب بھی کوئی اس خدمت کے لئے انہیں بلواتا وہ بلا تامُّل چلی جاتیں۔ دینی کاموں کے عوض کبھی مال و عزت کی خواہش نہ کی، بلکہ دینی کاموں میں اپنے پلے سے رقم خرچ کیا کرتیں اور کہتیں کہ مجھے صرف ثواب کی تمنا ہے۔

انفرادی کوشش کا ثمرہ مرحومہ نے اپنی انفرادی کوشش سے تین ایسی اسلامی بہنوں کو بھی دعوتِ اسلامی کے دینی ماحول سے وابستہ کیا جو تادمِ تحریر جامعۃُ المدینہ فیضانِ دیوان شاہ بھیونڈی میں فیضانِ شریعت کورس کی درجہ پنجم کی طالبات ہیں اور دینی کاموں میں بھی مصروفِ عمل ہیں۔ یقیناً یہ دینی طالبات مرحومہ کے لئے ثوابِ جاریہ اور بخشش کا ذریعہ ہیں۔

اہلِ خانہ کے ساتھ دینی خیر خواہی عام اسلامی بہنوں پر انفرادی کوشش کے علاوہ اپنے اہلِ خانہ پر بھی انفرادی کوشش کیا کرتیں لہٰذا میکے اور سسرال کے کئی افراد شیخِ طریقت امیرِ اہلِ سنّت دامت بَرَکَاتُہمُ العالیہ کے مرید بن کر مدنی چینل دیکھنے لگے، گھر والوں نے ہفتہ وار اجتماع میں شرکت بھی شروع کر دی، خود ان کے اپنے گھر ہفتہ وار اجتماع ہوا کرتا، اَلحمدُ لِلّٰہ اب تک میکے اور سسرال والوں کی دعوتِ اسلامی سے وابستگی باقی ہے۔

ازدواجی زندگی مرحومہ کے اہلِ خانہ نے بتایا کہ وہ اپنے شوہر کی فرماں بردار تھیں اگرچہ ان کے شوہر ان کے دعوتِ اسلامی سے وابستگی سے پہلے ہی انتقال کر گئے تھے۔

اٰمِین بِجَاہِ النّبیِّ الْاَمِین صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ بعض لوگ والد کی وفات کے بعد بہنوں کی شادی کرتے ہیں۔ شادی اور جہیز کے مصارف مشترکہ متروکہ مال سے کرتے ہیں۔ جب وراثت تقسیم کرنے کی بات ہوتی ہے تو بہنوں کو یہ کہہ کر حصہ نہیں دیتے کہ ”ہم نے ان کے وراثتی حصے کے عوض ان کی شادی کروادی تھی اور جہیز بنا دیا تھا۔ لہٰذا انہیں وراثتی جائیداد میں سے حصہ نہیں ملے گا۔“ حالانکہ شادی و جہیز کے اخراجات کرتے وقت کوئی ایسی بات نہیں کی جاتی کہ یہ مصارف دلہن کے وراثتی حصہ کے عوض کے بدلے ہیں۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ (1) کیا ان کی یہ بات شرعی طور پر درست ہے؟ (2) اگر اس صورت میں بہنوں کو حصہ دینا ضروری ہے تو جو زبردستی کسی عورت کے حصے کی وراثتی جائیداد اسے نہ دے تو اس کی کیا سزا ہے؟

سلسلہ شرعی رہنمائی

جہیز اور وراثت

مفتی محمد ہاشم عطاری مدنی (دار الافتاء اہل سنت لاہور)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِکِ الْوَھَّابِ اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

(1) ان لوگوں کی یہ بات کہ ”ہم نے ان کے وراثتی حصے کے عوض ان کی شادی کروادی تھی اور جہیز بنا دیا تھا۔ لہٰذا انہیں وراثتی جائیداد میں سے حصہ نہیں ملے گا“ شرعاً ہرگز درست نہیں، بلکہ مُورث (یعنی جس کی وراثت تقسیم ہو، اس) کے انتقال کے بعد اگر اس کی بیٹیاں ہوں تو انہیں وراثت سے حصہ لازمی ملے گا۔ ان کی شادی کے مصارف اور جہیز پر ان کے بھائیوں نے جو رقم صرف کی وہ ان کے حصے سے منہا نہیں کی جائے گی اور نہ ہی اس کے سبب ان کا حصہ کم یا بالکل ختم ہو گا کیونکہ جہیز یا کسی دوسری صورت میں بلامعاہدہ جو کچھ بھائی اخراجات کرتے ہیں وہ ان کی طرف سے احسان اور ہبہ (گفٹ) ہوتا ہے۔

اس کی تفصیل یہ ہے کہ بھائی اخراجات اگرچہ مالِ مشترکہ متروکہ سے کرتے ہیں مگر شادی اور جہیز کے اخراجات کرتے وقت نہ اس قسم کی گفتگو ہوتی ہے کہ یہ جہیز تمہارے فلاں حصے کے عوض دیتے ہیں اور اس کے بعد سارے ترکے میں یا ترکے کی فلاں قسم میں تمہارا حصہ نہیں ہو گا، نہ ہی یوں ہوتا ہے کہ تمام قسم کے متروکہ مال سے بہن کا حصہ نکال کر وہی اس کے جہیز اور شادی کے مصارف میں خرچ کیا گیا ہو۔ اسی طرح یہ صورت صلح و تخارج بھی نہیں ہے۔ کیونکہ کل ترکہ یا اس کی کسی قسم سے بہن کا حصہ ساقط نہیں کیا جاتا اور نہ بہن کے خیال میں ہوتا ہے کہ اب فلاں قسم کے ترکے میں میرا کوئی دعویٰ نہیں رہا۔ لہٰذا یہ اخراجات بہنوں کے حصوں سے منہا نہیں کیے جائیں گے۔ یہ اخراجات بھائیوں کی طرف سے تبرع و احسان ہوں گے۔

(2) یہ بات اسلام سے پہلے زمانۂ جاہلیت میں تھی کہ عورتوں کو وراثت سے حصہ نہ دیتے تھے مگر اسلام نے عورت کی تکریم فرمائی اور مردوں کی طرح اسے بھی حسبِ حیثیت وراثت میں حقدار قرار دیا۔ اب اگر کوئی حیلے بہانے سے کسی عورت کو اس کے حصۂ وراثت سے روکتا ہے تو وہ سخت ظالم و غاصب ہے۔

اگر کوئی کسی وارث بننے والی عورت کو زبردستی اس کے حق سے محروم کر کے اس کے حصے کی وراثتی جائیداد دبا لے گا تو اسے یہ سخت عذاب دیا جائے گا کہ قیامت کے دن وہ زمین ساتوں تہوں تک طوق بنا کر اس کے گلے میں ڈالی جائے گی، اور وہ ساتوں تہوں تک دھنسا دیا جائے گا، اسے اتنی زمین ساتوں تہوں تک کھودنے اور محشر تک ڈھونے کی تکلیف دی جائے گی اور اس کا کوئی عمل قبول نہ ہو گا۔ وَاللّٰہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَم صلَّی اللّٰہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

بچے کے کان میں اذان دینا

دار الافتاء اہلسنت کے
مفتی محمد انس رضا عطاری
کی زیرِ نگرانی مستقل سلسلہ

الحمد للہ! مسلمانوں میں یہ طریقہ رائج ہے کہ بچے کی پیدائش کے وقت اس کے کان میں اذان دی جاتی ہے، یہ عمل سنّت ہے۔[1] اس عمل کا ثبوت کئی مستند احادیث میں ہے، چنانچہ حضرت رافع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ہاں حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کی ولادت ہوئی تو میں نے اللہ پاک کے حبیب صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کو ان کے کان میں نماز والی اذان دیتے دیکھا۔[2]

بچے کے کان میں اذان دینے کی حکمتیں: اس سے بچہ کے کان میں پہلی آواز اللہ کے نام کی پہنچتی ہے، نیز اذان کی آواز سے شیطان بھاگتا ہے۔[3] یوں ایک مسلمان بچے کے لئے دین کی بنیادی باتیں سیکھنے کی ابتدا ہوگی اور بچہ توحید و رسالت کے نور سے فیض پائے گا۔ اس کے علاوہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: بچّہ پیدا ہونے کے بعد جو اَذان میں دیر کی جاتی ہے، اس سے اکثر (مِرگی کا) مَرَض ہو جاتا ہے۔[4] مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: (شیطان کو بھگانے کیلئے) بچے کے کان میں اذان دیتے ہیں کہ اس کی پیدائش پر شیطان موجود ہوتا ہے جس کی مار سے بچہ روتا ہے۔[5]

کان میں اذان دینے کا طریقہ: اس کا طریقہ یہ ہے کہ اس کے سیدھے کان میں اذان اور بائیں میں تکبیر کہنی چاہیے، بہتر یہ ہے کہ دہنے کان میں 4 مرتبہ اذان اور بائیں میں 3 مرتبہ اقامت کہی جائے۔[6] ٭ عام طور پر جو اذان دی جاتی ہے وہی اذان دینی چاہیے یعنی اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ کے بغیر ٭ بچے کے کان میں ریکارڈ شدہ اذان نہ کہی جائے، بلکہ ڈائریکٹ اس کے کان میں اذان دینا ہوگی، اگر کسی نے اذان نہ دی تو کوئی بات نہیں وہ اب اَذان دیدے اور اگر کسی نے بالکل ہی اذان نہ دی تب بھی وہ گناہ گار نہیں ہے، البتہ جتنا جلدی ہو سکے اتنا جلدی اذان دے دینی چاہیے۔[7] نیز یاد رہے کہ اگر کسی بچے کے کان میں اذان نہ دی اور اس کا ایک دن بعد انتقال ہو گیا تو اس کی نمازِ جنازہ ادا کی جائے گی نیز اس کو غسل اور کفن بھی دیا جائے گا۔[8]

عوام میں مشہور باتیں: ❶ بعض جگہ اذان دلوانے کا کام سسرال والوں کے سپرد ہوتا ہے ❷ بعض مقامات پر بچے کے کان میں صرف ایک ایک مرتبہ اذان دیتے ہیں ❸ اذان صرف مولوی صاحب یا امام مسجد دیں ❹ پیدا ہوتے ہی اذان دی جائے تاخیر نا ہو ❺ بعض مقامات پر اذان ہر شخص اپنی مرضی کے مطابق دیتا ہے بعض دونوں کانوں میں اذان دیتے ہیں ❻ گھر کے کسی فرد کو اس کام کا اہل نہیں سمجھا جاتا۔

اذان کے حوالے سے عوام میں مشہور ناجائز و نامناسب باتیں ❶ اگر بچے کے کان میں اذان نہ دی جائے تو اس کو معلوم نہیں ہوتا کہ وہ مسلمان ہے یا کافر ❷ بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ شاید اذان سے ہی بچہ مسلمان ہوگا ❸ کان میں اذان دینے کو بعض لوگ فرض سمجھتے ہیں چاہے وہ خود نمازی ہوں یا نہ ہوں ❹ بچے کے کان میں اذان نہ دی تو پھر بچے میں جن آجاتے ہیں ❺ بعض جگہ صرف لڑکے کے کان میں اذان دی جاتی ہے لڑکی پیدا ہو تو نہیں دی جاتی۔

---

❶ مراٰۃ المناجیح، 2/444 ❷ ترمذی، 3/173، حدیث: 1519 ❸ مراٰۃ المناجیح، 6/7 ❹ ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت، ص417۔ شعب الایمان، 6/390، حدیث: 8619 ❺ مراٰۃ المناجیح، 1/409 ❻ بہارِ شریعت، 3/355، حصہ15 ❼ ہمیشہ نفع دینے والا کاروبار، ص10 ❽ ماں باپ مریں تو اولاد کیا کرے؟ ص37

سلسلہ اخلاقیات

بنتِ پرویز احمد مدنیہ عطاریہ
معلمہ فیضانِ اسمٰعیل چشتی مرزاپور ہند

ہر کمال منجانبِ اللہ تصور کرنا چاہیے

ہر نعمت و خوبی اللہ پاک کی طرف سے ہے انسان کی سمجھداری میں سے ہے کہ وہ اس بات کو تسلیم کرے کہ اس کے پاس موجود ہر نعمت، کمال، خوبی اور اچھائی اللہ پاک کی طرف سے ہے، بے اس کے چاہے کوئی نعمت کسی کو بھی حاصل نہیں ہو سکتی، ایسی سوچ اپنانے والا شخص ہی کامیابی و کامرانی کی منزلوں تک پہنچنے میں کامیاب ہوتا ہے اور یہ توفیق و سعادت اسی کو حاصل ہوتی ہے جو اللہ پاک سے سچی محبت کرتا ہے اور اس کے قرب کا متمنی رہتا ہے، جبکہ اس کے برعکس اگر کوئی ہر نعمت، کامیابی کو معاذ اللہ اپنا ذاتی کمال و خوبی تصور کرے تو اس عمل کو خود پسندی کہتے ہیں اور ایسا شخص گویا کہ اللہ پاک کے غضب اور تباہی و بربادی کو دعوت دے رہا ہے۔ کیونکہ خود پسندی اللہ پاک کو سخت ناپسند ہے، لہٰذا اپنے ہر کمال کو اللہ پاک کا فضل ہی سمجھنا چاہیے، قرآنِ پاک میں ارشاد ہوتا ہے:

وَ لَوْ لَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَیْكُمْ وَ رَحْمَتُهٗ مَا زَكٰى مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ اَبَدًا ۙ وَّ لٰكِنَّ اللّٰهَ یُزَكِّیْ مَنْ یَّشَآءُ ؕ وَ اللّٰهُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ﴿۲۱﴾ (پ18، النور: 21)

ترجمہ: اور اگر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت تم پر نہ ہوتی تو تم میں سے کوئی شخص بھی کبھی پاکیزہ نہ ہوتا البتہ اللہ پاکیزہ فرما دیتا ہے جس کو چاہتا ہے اور اللہ سننے والا، جاننے والا ہے۔ یاد رکھئے! اللہ پاک کی نعمتوں پر شکر ادا کرنا واجب ہے۔[1] یعنی بندہ دل و اعتقاد کے ساتھ اللہ پاک کی طرف نعمت کی نسبت کرے، قرآنِ کریم اور احادیثِ مبارکہ میں نہ صرف اللہ پاک کا شکر ادا کرنے کی بھرپور ترغیب دلائی گئی ہے بلکہ اس پر خوب اجر و ثواب کی بشارتیں اور فضیلتیں بھی بیان کی گئی ہیں۔

اللہ پاک کے نیک بندوں کا معمول ہمارے پیارے انبیائے کرام علیہم السلام اور دیگر صالحین و عابدین کا مبارک معمول یہ تھا کہ وہ اپنی ہر خوبی اور وصف کو اپنا ذاتی کمال سمجھنے کے بجائے اس نعمت و کمال کو منجانبِ اللہ تصور فرماتے، جیسا کہ ہمارے حضورِ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پاس ایک مہمان آیا تو آپ نے کسی کو ازواجِ مطہرات کے پاس کھانا لینے کے لئے بھیجا، لیکن اسے کہیں سے کچھ نہ ملا، حضور نے بارگاہِ ربُّ العزّت میں یوں دعا کی: اے اللہ! میں تجھ سے تیرے فضل اور رحمت کا سوال کرتا ہوں، تو ہی مالک ہے۔ اتنے میں بھنی ہوئی بکری بارگاہِ نبوی میں تحفۃً پیش کی گئی تو آپ نے ارشاد فرمایا: یہ اللہ پاک کا فضل ہے اور ہم اس کی رحمت کے منتظر ہیں۔[2] ✲ حضرت یوسف علیہ السلام کو کثیر آزمائشوں سے گزرنا پڑا، پھر بھی آپ فرماتے ہیں: یہ اللہ پاک کا احسان ہے کہ اس نے مجھے ہر مشکل سے نکالا اس میں میرا کوئی کمال نہیں۔ چنانچہ قرآنِ پاک میں اللہ پاک نے آپ کا یہ قول بیان کیا ہے: قَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَیْنَا ؕ (پ13،

یوسف:90) ترجمہ: بیشک اللہ نے ہم پر احسان کیا۔ ✲ جب حضرت سلیمان علیہ السّلام نے سینکڑوں میل دور بڑے اور بھاری تخت کو ایک پل میں اپنے پاس موجود دیکھا تو فرمایا: **هٰذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّیْ** (پ19، النمل:40) ترجمہ: یہ میرے رب کے فضل سے ہے۔ ✲ حضرت ذوالقرنین جن کا تذکرہ قرآنِ کریم کی سورۂ کہف میں موجود ہے، اللہ پاک نے انہیں بے پناہ قوّت و طاقت، حکمرانی اور ہر چیز کے وسائل و اسباب عطا فرمائے مگر آپ فرماتے: یہ تمام خوبیاں اور کمال میرے رب کی رحمت ہے۔ جیسا کہ قرآنِ کریم میں ہے: **قَالَ هٰذَا رَحْمَةٌ مِّنْ رَّبِّیْ** (پ16، الکہف:98) ترجمہ: ذوالقرنین نے کہا: یہ میرے رب کی رحمت ہے۔ ✲ ایک بار حضرت زکریا علیہ السّلام جب سیّدہ مریم کے پاس گئے تو دیکھا بے موسم کے پھل وغیرہ رکھے ہوئے ہیں حالانکہ اس موسم میں ان چیزوں کا گمان بھی نہیں کیا جا سکتا تھا، جب آپ نے سیّدہ مریم سے پوچھا کہ یہ چیزیں کہاں سے آئیں تو آپ نے اپنی تعریف نہیں کی بلکہ کہا: یہ اللہ کی جانب سے ہیں وہ جسے چاہتا ہے بغیر حساب روزی دیتا ہے۔ جیسا کہ قرآنِ پاک میں یہ واقعہ یوں مذکور ہے: **كُلَّمَا دَخَلَ عَلَیْهَا زَكَرِیَّا الْمِحْرَابَۙ وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًاۚ قَالَ یٰمَرْیَمُ اَنّٰى لَكِ هٰذَاؕ قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِؕ اِنَّ اللّٰهَ یَرْزُقُ مَنْ یَّشَآءُ بِغَیْرِ حِسَابٍ** (پ3، اٰل عمران:37) ترجمہ: جب کبھی زکریا اس کے پاس اس کی نماز پڑھنے کی جگہ جاتے تو اس کے پاس پھل پاتے۔ (زکریا نے) سوال کیا، اے مریم! یہ تمہارے پاس کہاں سے آتا ہے؟ انہوں نے جواب دیا: یہ اللہ کی طرف سے ہے، بیشک اللہ جسے چاہتا ہے بے شمار رزق عطا فرماتا ہے۔ ✲ حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ بہت بڑے اور کامیاب تاجر تھے، جب ان سے ان کی شاندار کامیابی کی وجہ پوچھی گئی تو انہوں نے اسے اپنا کمال نہیں بتایا بلکہ اللہ پاک کی حمد و تعریف بیان فرمائی۔[3] ✲ ایک موقع پر ابلیسِ لعین نے حضور غوثِ پاک رحمۃ اللہ علیہ کو دھوکا دینے کی کوشش کی اور کہا کہ آپ کو آپ کے علم نے بچا لیا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ مجھے میرے علم نے نہیں بلکہ اللہ پاک کے فضل نے بچایا ہے۔[4] اسی طرح علمائے حق کا یہ انداز رہا ہے کہ جب وہ کتابیں تصنیف کرتے تو اس میں پائی جانے والی تمام خوبیوں اور کمالات کو اللہ پاک کے فضل کی طرف منسوب کرتے اور غلطیوں اور تسامحات کو اپنی کمی تصور کرتے۔

کسی کمال کو ذاتی خوبی سمجھنے کا نقصان اپنے کمال کو ذاتی سمجھنے والے لوگ خوش فہمی میں مبتلا ہو کر غرور و تکبر میں گرفتار ہو جاتے ہیں، ان کے لئے ذیل کی حکایات پیشِ خدمت ہیں:

✲ قارون کے پاس مال و دولت کی خوب فراوانی تھی لیکن وہ اسے اپنا کمال سمجھ بیٹھا اور خود پسندی کی آفت میں مبتلا ہو گیا۔ قرآنِ کریم میں اس کا قول یوں ذکر کیا گیا ہے: **قَالَ اِنَّمَاۤ اُوْتِیْتُهٗ عَلٰى عِلْمٍ عِنْدِیْؕ** (پ20، القصص:78) ترجمہ: (قارون نے) کہا: یہ تو مجھے ایک علم کی بنا پر ملا ہے جو میرے پاس ہے۔ آخر کار اللہ پاک نے اسے اور اس کے گھر کو زمین میں دھنسا دیا اور یوں وہ اپنے گھمنڈ کے سبب قیامت تک لوگوں کے لئے نشانِ عبرت بن گیا۔ ✲ اسی طرح خراسان میں ایک شخص تھا جس کو یہ کمال حاصل تھا کہ وہ تین دن میں پورا قرآنِ کریم لکھ لیتا تھا کسی نے اس سے اس کمال کی وجہ پوچھی تو اس نے بڑے فخر سے کہا کہ یہ میری اِن تین انگلیوں کا کمال ہے جس سے میں لکھتا ہوں اور مجھے اس میں کوئی تھکاوٹ بھی محسوس نہیں ہوتی گویا اس نے یہ سب اپنا کمال سمجھا لہٰذا اس شخص کو اس عمل کی یہ سزا ملی کہ اس کی وہ تینوں انگلیاں خشک ہو گئیں۔[5]

✲ اسی طرح مختلف قوموں کے احوال کے بارے میں آتا ہے کہ دنیاوی مال و دولت اور عیش و عشرت میں وہ ایسے اندھے ہو گئے کہ ان تمام چیزوں کو اپنا کمال سمجھ بیٹھے، ان کی طرف جو انبیائے کرام بھیجے گئے تھے ان کے سمجھانے کے باوجود بھی جب وہ قومیں ہٹ دھرمی سے باز نہ آئیں تو اللہ پاک نے ان سب کو ہلاک کر دیا۔

الغرض ہمیں ہر دم یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ اگر کبھی ہماری ذات سے کسی کمال یا خوبی کا اظہار ہو یا ہمیں اچھی صورت، آواز یا اچھی سیرت ملی ہو یا ہمیں اچھا خاندان، اچھا رشتہ مل گیا ہو تو ہمیں اترانا یا تفاخر و غرور میں پڑ کر اللہ پاک کو ناراض نہیں کرنا چاہیے بلکہ اللہ پاک کے کرم و فضل و احسانات کی طرف نظر رکھنی چاہیے۔ اسی میں ہماری دونوں جہاں کی کامیابی پوشیدہ ہے۔ اللہ پاک عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ اٰمین بِجاہِ النّبیِّ الْاَمین صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم

---

1 خزائن العرفان، ص47 2 معجم کبیر، 10/178، حدیث:10379 ملتقطاً 3 الاستیعاب، 2/92 ملخصاً 4 بہجۃ الاسرار، ص229 ملخصاً 5 کتاب الثقات لابن حبان، 8/5۔ نوٹ: مضمون میں تمام آیات کا ترجمہ ترجمہ کنزالعرفان سے مذکور ہے۔

سلسلہ اخلاقیات

بنتِ اکرم عطاریہ

خود پسندی کی مذمت

خود پسندی انسان کے اندر پلنے والا ایک ایسا مرض ہے جو اسے اخروی ہلاکت سے دو چار کرنے والا ہے اسی وجہ سے اسلام میں اس کی مذمت بیان کی گئی ہے۔

خود پسندی کی تعریف عُجب اور خود پسندی مترادف الفاظ ہیں جن کا معنی ایک ہی ہے اور وہ یہ کہ انسان اپنے علم و عمل یا مال و جمال وغیرہ کسی کمال پر خوش ہو اور اترائے اور اللہ کا عطیہ سمجھنے کے بجائے اپنی خوبی و اپنا کارنامہ سمجھے۔[1]

خود پسندی اللہ پاک کو پسند نہیں جیسا کہ قرآنِ کریم میں ہے: فَلَا تُزَكُّوْۤا اَنْفُسَكُمْؕ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنِ اتَّقٰى۠ (پ27، النجم: 32) ترجمۂ کنز الایمان: تو آپ اپنی جانوں کو ستھرا نہ بتاؤ، وہ خوب جانتا ہے جو پرہیزگار ہیں۔ یعنی تفاخراً اپنی نیکیوں کی تعریف نہ کرو کیونکہ اللہ پاک اپنے بندوں کے حالات کا خود جاننے والا ہے۔[2] ابن جُرَیج رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں: اس کا مطلب یہ ہے کہ تم نیک کام کرو تو (اسے اپنی طرف منسوب کرتے ہوئے) یہ مت کہا کرو کہ یہ نیک کام میں نے کیا ہے۔[3]

خود پسندی کا نقصان: رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: گناہوں پر نادم ہونے والا شخص اللہ پاک کی رحمت کا منتظر ہوتا ہے، جبکہ خود پسندی میں مبتلا شخص اللہ پاک کی ناراضی کا منتظر ہوتا ہے۔ پھر ارشاد فرمایا: اِنَّ الْعُجْبَ لَيُحْبِطُ عَمَلَ سَبْعِيْنَ سَنَةً یعنی خود پسندی ستر سال کے عمل کو برباد کر دیتی ہے۔[4] ایک روایت میں آپ نے ارشاد فرمایا: تم سے گناہ نہ ہوں تو بھی مجھے تمہاری طرف سے خدشہ ہے کہ تم گناہوں میں ارتکاب کرنے سے بھی بڑی چیز میں مبتلا ہو جاؤ گے اور وہ خود پسندی ہے۔ وہ خود پسندی ہے۔[5]

خود پسندی کا حکم: خود پسندی کو کبیرہ گناہ شمار کیا گیا ہے۔[6]

خود پسندی کے اسباب و علاج

پہلا سبب: اپنی جسمانی خوبصورتی کے حوالے سے خود پسندی میں مبتلا ہونا۔ اس کا علاج یہ ہے کہ ہمیں اپنی باطنی گندگی و نجاست پر غور کرنا چاہئے، اپنے آغاز و انجام کے بارے میں بھی سوچنا چاہئے۔

دوسرا سبب: اپنی طاقت و قوت پر ناز کرنا۔ اس کا علاج یہ ہے کہ ہمیں یہ یقین رکھنا چاہئے کہ اللہ پاک معمولی سی آزمائش میں مبتلا فرما کر ہم سے ہماری یہ قوت واپس لے سکتا ہے۔

تیسرا سبب: عقل و ذہانت کی زیادتی پر فخر کرنا۔ اس کا علاج یہ ہے کہ ہماری عقل و دانائی چونکہ اللہ پاک کی عطا کردہ نعمت ہے، لہٰذا وہ ہمیں اس نعمت سے محروم بھی کر سکتا ہے۔

چوتھا سبب: اپنی خادماؤں وغیرہ پر اترانا۔ اس کا علاج یہ ہے کہ ہمیں اپنی کمزوری پر نظر رکھنا چاہئے اور یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ ہم سب اللہ پاک کی عاجز بندی ہیں۔

اللہ پاک ہمیں عجب و خود پسندی جیسی باطنی بیماری سے محفوظ فرمائے۔ اٰمین بِجاہِ النّبیِّ الْاَمین صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم۔

---

1 احیاء علوم الدین، 3 / 454 2 تفسیر خزائن العرفان، پ 27، النجم، تحت الآیۃ 32، ص 973 3 احیاء علوم الدین، 3 / 452 4 جامع صغیر، ص127، حدیث: 2074 5 کنز العمال، 2/205، جزء: 1، حدیث: 7668 6 الزواجر، 1 / 150

سلسلہ: فرضی حکایت

مستقبل کی درست پلاننگ

اُمّ الخیر عطاریہ
کراچی

2021 2022

شازیہ خاتون کو علی کا انتظار کرتے ہوئے ہسپتال کے ویٹنگ ایریا میں تقریباً 45 منٹ ہو چکے تھے۔ وہ کافی پریشان تھیں، اتنے میں سامنے بیٹھی خاتون سے ان کی نظریں ملیں تو وہ بے ساختہ چیخ پڑیں: ارے اسماء تم!

اسماء تھوڑی دیر تک شازیہ خاتون کو اجنبی نگاہوں سے دیکھنے کے بعد پہچان ہی گئیں بہر حال ایک دوسرے سے حال چال پوچھنے کے بعد دونوں 15 منٹ تک مسلسل باتیں کرتی رہیں اور پھر اسماء کے موبائل فون پر کال آگئی، فون پر بات ختم کرنے کے بعد انہوں نے کہا: اچھا شازیہ! اب میں چلتی ہوں کیونکہ مفتی صاحب باہر میرا انتظار کر رہے ہیں۔

شازیہ ماتھے پر شکنیں ڈالے، آنکھیں سکیڑے سوالیہ نظروں سے اسماء کی طرف دیکھنے لگی گویا پوچھ رہی ہو کہ یہ مفتی صاحب کون ہیں جو باہر تمہارا انتظار کر رہے ہیں؟

ارے! میں تو بتانا ہی بھول گئی میرا بیٹا نعمان مفتی بن چکا ہے اور اسلامک لیکچرار بھی ہے، سب اسے مفتی صاحب کہتے ہیں تو میں بھی پیار سے مفتی صاحب ہی کہہ دیتی ہوں، تم سناؤ! علی کیسا ہے؟ کیا کرتا ہے؟ اسماء نے بڑے فخر سے اپنے بیٹے کے بارے میں بتایا اور فوراً ہی علی کے بارے میں بھی سوال جڑ دیا۔

تعلیم مکمل کرتے ہی وہ اچھی جگہ جاب پر لگ گیا تھا، پانچ سال سے وہیں جاب کر رہا ہے، تنخواہ بھی معقول ہے۔ شازیہ نے مختصراً جواب دیا۔

اچھا شازیہ! اب مجھے اجازت دو! اسماء یہ کہہ کر سلام کرنے کے بعد ہسپتال کے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گئیں۔

در اصل شازیہ اور اسماء 20 سال پہلے شہر کے متوسط علاقے میں ایک دوسرے کے پڑوس میں رہتی تھیں، دونوں میں خوب بنتی تھی اور ایک دوسرے کے گھر آنا جانا لگا رہتا تھا۔

شازیہ کا ایک ہی بیٹا تھا علی، جس کے اچھے مستقبل کیلئے وہ بڑی فکر مند رہتی تھیں، اسی لئے شہر کے نامور اسکول میں اس کا ایڈمیشن کروایا تھا، جب وہ تتلا کر انگلش بولتا، انگلش نظموں یا گانوں پر بچکانہ انداز میں رقص کرتا تو ان کا سینہ یوں فخر سے چوڑا ہو جاتا جیسے ساری دنیا فتح کرلی ہو۔

اسماء کبھی کبھار ان سے کہتیں کہ بھابھی! ایسا لگتا ہے جیسے علی کے اسکول میں پڑھائی سے زیادہ ناچنا، گانا سکھایا جاتا ہے۔

وہ بولتیں: ارے پڑھائی کے ساتھ ساتھ موجودہ دور کے مطابق جینے کا ڈھنگ اور معاشرے کے ساتھ چلنا سیکھ رہا ہے تو کوئی بُری بات تو نہیں نا۔۔۔! اور پھر یہ بھی تو دیکھو کہ انگلش کیسی فر فر بولتا ہے!

بھابھی! صرف انگلش بولنا پڑھنا ہی تو سب کچھ نہیں، انگلش تو میرا نعمان بھی اچھی بولتا اور پڑھتا ہے، مگر دارُ المدینہ (اسلامک اسکول سسٹم) میں تو اسے انگلش سمیت اعلیٰ دنیاوی تعلیم کے علاوہ بہت سی دینی باتیں اور ادب و آداب بھی سکھائے جاتے ہیں۔ وہ سمجھاتے ہوئے بولتیں۔

مگر شازیہ ہمیشہ ان کی ناصحانہ باتوں کو نظر انداز کرتے ہوئے آخری جواب یہ دیتیں: تم دیکھنا علی ایک دن بہت بڑا آدمی بنے گا اور میرے بڑھاپے کا بہترین سہارا بھی۔

ایک دن اسماء کو پتہ چلا کہ شازیہ شہر کے ایک پوش علاقے میں شفٹ ہو رہی ہیں تو انہیں یقین نہ آیا، وہ سوچ میں پڑ گئیں کہ شازیہ کے شوہر کی اتنی تنخواہ تو نہیں کہ وہ ایسے علاقے میں

گھر لے سکیں۔ اب بھلا وہ چین سے کہاں بیٹھ سکتی تھیں! لپک کر شازیہ کے پاس پہنچیں اور بے دھڑک ہو کر سوال کر ڈالا:
بھابھی! کیا آپ واقعی شفٹ ہو رہی ہیں؟
ہاں! بھئی بینک سے لون لینا پڑا تب کہیں جا کے یہ ممکن ہوا۔
مگر بھابی! آپ کا یہاں اچھا خاصا گھر ہے تو پھر آپ کو نئی جگہ شفٹ ہونے کی کیا ضرورت اور وہ بھی سودی قرضہ لے کر؟
بھئی دراصل علی کے سارے کلاس فیلوز ہائی سوسائٹیں میں رہتے ہیں تو میں نے سوچا اسکے اندر احساس کمتری نہ ہو۔
یہ تو کوئی بات نہ ہوئی! سود کا انجام تو ہمیشہ بربادی کی صورت میں سامنے آتا ہے اور پھر سب سے بڑی بات یہ ہے کہ سود اللہ پاک کی طرف سے حرام ہے اس میں کوئی بھلائی تو ہو ہی نہیں سکتی نا۔۔۔! اسماء نے دعوتِ فکر دیتے ہوئے کہا۔
مگر شازیہ خاتون تو اولاد کے روشن مستقبل کی دھن میں حلال و حرام کی تمیز ہی بھلا بیٹھی تھیں، اب انہیں آنے والے وقت کے علاوہ بھلا کون نصیحت کر سکتا تھا! سو انہیں اپنی پڑوسن کی یہ باتیں نہ سمجھ میں آنی تھیں نہ آئیں، بالآخر وہ اپنے سوچے سمجھے منصوبے کے مطابق نئے علاقے میں شفٹ ہو گئیں۔ آج تقریباً بیس سال بعد ہسپتال میں شازیہ خاتون کی اسماء سے ملاقات ہوئی تھی۔
اسماء جب ہسپتال سے نکل گئیں تو شازیہ کھڑکی کے پاس آ کھڑی ہوئیں جہاں سے باہر کا منظر صاف دکھائی دے رہا تھا، انہوں نے دیکھا کہ اسماء جونہی ایک کار کے قریب پہنچیں تو نگاہیں جھکائے ایک باعمامہ نوجوان نے آگے بڑھ کر ان کے لئے کار کی فرنٹ سیٹ کا دروازہ کھولا اور انہیں سہارا دے کر نہایت احترام سے بٹھانے کے بعد خود ڈرائیونگ سیٹ سنبھال لی اور پھر چند لمحوں بعد ہی کار فراٹے بھرتی ہوئی ان کی نگاہوں سے اوجھل ہو گئی۔
ماشاء اللہ اسماء کا بیٹا مفتی بن گیا مگر اپنی ماں کا کتنا احترام کر رہا تھا، کار سے باہر نکل کر پہلے ہی سے دوسری طرف کے دروازے کے پاس کھڑا اماں کا منتظر تھا اور ایک علی ہے، شازیہ کھڑکی کے پاس گم صم کھڑی مَن ہی مَن میں خود سے باتیں کئے جا رہی تھیں اور پھر علی کا خیال آتے ہیں جیسے انہیں ہوش آ گیا۔
مجھے انتظار کرتے ہوئے سوا گھنٹہ ہو گیا مگر ابھی تک علی نہیں آیا! وہ زیرِ لب بڑبڑاتے ہوئے ہسپتال سے باہر آئیں اور نہ چاہتے ہوئے بھی رکشہ کروا کر گھر پہنچیں، ملازم سے پوچھنے پر انہیں پتہ چلا کہ گھر میں کوئی نہیں ہے اور علی اپنی بیگم کے ساتھ کسی پارٹی میں گیا ہوا ہے۔
دو گھنٹے بعد بیٹا، بہو گھر میں داخل ہوئے تو وہ اپنے کمرے سے باہر نکل کر پھٹ پڑیں: تم تو مجھے لینے ہسپتال آ رہے تھے نا۔۔۔! مگر تم کیسے آ سکتے تھے۔۔۔! تمہارے لئے تو ماں سے زیادہ پارٹی اہم ہے نا۔۔۔! ماں ہسپتال میں بیٹھی انتظار کر رہی ہے! فون تمہارا مسلسل بند جا رہا ہے۔ میں اتنی بیماری میں کس طرح آئی ہوں کچھ احساس ہے۔۔۔!
اُف۔۔۔! ایک تو آپ کے ساتھ کوئی نہ کوئی مسئلہ ہی رہتا ہے۔ نہ خود سکون سے رہتی ہیں نہ ہمیں رہنے دیتی ہیں۔ آپ کی وجہ سے ہماری زندگی ڈسٹرب ہو کر رہ گئی ہے! علی اپنی غلطی پر شرمندہ ہونے کے بجائے دیر تک ماں کو کڑوی کسیلی باتیں سناتا رہا۔
مگر شازیہ خاتون میں اب سننے کی تاب ہی کہاں رہی تھی وہ تو اپنی سوچوں میں گم تھیں کہ یہ وہی بیٹا ہے جس کے اچھے مستقبل کیلئے میں نے ہر ممکن کوشش کی تھی سوائے دینی تعلیم و تربیت کے، شاید اسی وجہ سے اسے میری کسی پریشانی سے کوئی غرض نہیں، اسکے نزدیک اپنی لائف، اپنی پرائیویسی زیادہ اہم ہے، اگر اسماء کی طرح میں نے بھی اسے دنیا کے ساتھ دین بھی پڑھوایا ہوتا تو شاید آج اس کا رویہ بھی نعمان جیسا ہوتا، وہ دیر تک سوچوں میں گم رہیں اور ان کے آنسو ان کا دامن بھگوتے رہے۔۔۔!

اہم نوٹ: ان صفحات میں ماہنامہ فیضانِ مدینہ کے سلسلے نئے لکھاری کے تحت ہونے والے تحریری مقابلے 24ویں ماہ کے مضامین شامل ہیں۔ ماشاءاللہ ہر ماہ ایک کثیر تعداد میں اسلامی بہنیں اس میں حصہ لیتی ہیں اور بسا اوقات مضامین کی تعداد 100 سے بھی تجاوز کر جاتی رہی ہے۔ چونکہ یہ سلسلہ شروع ہوئے اس ماہ پورے دو سال مکمل ہو گئے ہیں اور اب ماہنامہ خواتین ویب ایڈیشن کا پلیٹ فارم بھی موجود ہے، اس لئے چند ضروری باتیں مقابلے کی شرکا اسلامی بہنوں کے گوش گزار کرنا مفید ہوگا۔ سب سے پہلی بات تو یہ ہے اکثر اسلامی بہنوں کے مضامین قبول تو کر لئے جاتے رہے ہیں مگر وہ مقابلے کی شرائط پر بالکل پورا نہیں اترے، مثلاً فروری کے مضامین کو لے لیجئے کہ اس ماہ تین عنوانات پر کل 76 مضامین موصول ہوئے۔ ان میں سے صرف 4 مضامین ایسے تھے جو تحریری مقابلے کی شرائط پر پورا اترتے تھے۔ جبکہ 38 مضامین میں چند شرائط اگرچہ مفقود تھیں مگر محض اسلامی بہنوں کی حوصلہ افزائی کے لئے انہیں اس کے باوجود دعوتِ اسلامی کی ویب سائٹ شب و روز پر اپ لوڈ کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔ جبکہ 21 مضامین ایسے تھے جو شب و روز ویب سائٹ پر بھی اپ لوڈ نہیں کئے جاسکتے تھے۔ چنانچہ اس تمام صورتِ حال کو مد نظر رکھتے ہوئے تمام اسلامی بہنوں کی خدمت میں عرض ہے کہ تحریر ایک فن ہے، اسے آسان نہ جانئے، بلکہ واٹس ایپ کے گروپ میں مضمون لکھنے کی جو مشقیں شئیر کی گئی ہیں، ان پر عمل کیجئے، امید ہے آپ ایک اچھی لکھاری ثابت ہوں گی۔ اس کی ایک بہترین مثال ماہنامہ خواتین ویب ایڈیشن کے مضامین لکھنے والی اسلامی بہنیں ہیں۔ انہوں نے تحریری مقابلے میں حصہ لے کر اپنی صلاحیتوں کا لوہا منوایا اور مجلس نے انہیں باقاعدہ مضامین لکھنے کے لئے منتخب کیا۔۔۔ لہٰذا اپنی تحریروں میں نکھار لائیے اور خواہ مخواہ کاغذ کالے نہ کیجئے، بلکہ اپنے مضامین سوچ سمجھ کر اور اپنی تحریری صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے لکھئے۔ تحریری صلاحیتوں میں اضافے کے لئے واٹس ایپ نمبر 03486422931 پر اپنے رابطے کو مضبوط رکھئے۔ اللہ پاک آپ کا حامی و ناصر ہو اور ہم سب کو امیرِ اہلِ سنّت دامت برکاتہم العالیہ کے دامن سے وابستہ رکھتے ہوئے اپنے دین متین کی خدمت کی توفیق عطا فرمائے۔ اٰمین بجاہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم

قرآنِ کریم سے 10 اسمائے حسنیٰ

فرسٹ: بنتِ شبیر حسین

(درجہ رابعہ جامعۃُ المدینہ گرلز فیضانِ اُمِّ عطار شفیع کا بھٹہ، سیالکوٹ)

(یہ مضمون ماہنامہ فیضانِ مدینہ میں بھی شائع ہوا ہے)

اَسْمَآءُ الْحُسْنٰى ہمیشہ سے علمائے کرام اور مسلمانوں کا ایک اہم موضوع رہا ہے، قراٰنِ پاک کو ابتدا سے پڑھنا شروع کریں تو کہیں پر اللہ پاک نے اپنا نام "اللہ" ذکر فرمایا ہے تو کہیں پر مٰلِكِ یَوْمِ الدِّیْنِؕ، اسی طرح کہیں پر الرَّزَّاقُ تو کہیں الْمَتِیْنُ ذکر فرمایا۔ قراٰنِ پاک میں جگہ جگہ اللہ پاک کے نام موجود ہیں، لیکن تین مقامات پر اللہ پاک نے خاص طور پر اپنے ناموں کے بارے میں الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى ارشاد فرمایا، یعنی ان ناموں کو اللہ پاک نے حُسْنٰی قرار دیا۔ "حُسْنٰی" کا مطلب ہوتا ہے: اچھے، بہتر، خوبی والے یعنی اللہ پاک کے جو نام ہیں، خود اللہ پاک نے ان کے بارے میں فرمایا: یہ نام خوبی والے ہیں، بہتری والے ہیں۔

☆ **پہلا مقام:** پارہ 9، سورۂ اعراف کی آیت نمبر 180 میں

اللہ پاک نے ارشاد فرمایا:وَ لِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا۪ ترجمۂ کنزُ العرفان: اور بہت اچھے نام اللہ ہی کے ہیں تو اسے ان ناموں سے پکارو۔

☆دوسرا مقام: پارہ 15، سورۂ بنی اسرائیل کی آیت نمبر 110 میں اللہ پاک ارشاد فرماتا ہے:قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَؕ اَیًّا مَّا تَدْعُوْا فَلَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰىۚ۔ترجمۂ کنز العرفان: تم فرماؤ:اللہ کہہ کر پکارو یا رحمٰن کہہ کر پکارو، تم جو کہہ کر پکارو سب اسی کے اچھے نام ہیں۔

☆تیسرا مقام: اللہ پاک پارہ 16، سورۂ طٰہٰ، آیت نمبر 8 میں ارشاد فرماتا ہے: اَللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَؕ لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى ۸ ترجمۂ کنز العرفان: وہ اللہ ہے، اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ سب اچھے نام اسی کے ہیں۔

ان تینوں آیتوں میں اللہ پاک نے اپنے خوبصورت ناموں کا تذکرہ فرمایا ہے، اللہ پاک کی ذات تو ایک ہی ہے، لیکن اس کے مختلف نام ہیں۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: بے شک اللہ پاک کے ننانوے نام ہیں، یعنی ایک کم سو، جس نے انہیں یاد کر لیا، وہ جنّت میں داخل ہوا۔[1]

10 اسماءُ الحسنٰی:(1)هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَۚ: وہی اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں(2)عٰلِمُ الْغَیْبِ وَ الشَّهَادَةِۚ:ہر غیب اور ظاہر کو جاننے والا ہے(3)الرَّحْمٰنُ:نہایت مہربان (4)الرَّحِیْمُ:بہت رحمت والا(5)اَلْمَلِكُ:بادشاہ۔ملک اور حکومت کا حقیقی مالک ہے، تمام موجودات اس کے ملک اور حکومت کے تحت ہیں اور اس بادشاہ کا مالک ہونا اور اس کی سلطنت دائمی ہے، جسے زوال نہیں(6)الْقُدُّوْسُ:نہایت پاک۔ ہر عیب سے اور تمام بُرائیوں سے نہایت پاک ہے(7) السَّلٰمُ:سلامتی دینے والا۔ اپنی مخلوق کو آفتوں اور نقصانات سے سلامتی دینے والا ہے(8)الْمُؤْمِنُ:امن بخشنے والا۔ اپنے فرمانبردار بندوں کو اپنے عذاب سے امن بخشنے والا ہے(9) الْمُهَیْمِنُ:حفاظت فرمانے والا۔ ہر چیز پر نگہبان اور اس کی حفاظت فرمانے والا ہے(10)الْعَزِیْزُ:بہت عزت والا۔ ایسی عزت والا ہے، جس کی مثال نہیں مل سکتی اور ایسے غلبے والا ہے کہ اس پر کوئی بھی غالب نہیں آ سکتا۔[2][3]

اللہ پاک ہمیں اسماءُ الحسنٰی یاد کرنے کی سعادت بخشے اور اپنے خوبصورت ناموں کی برکت سے مالامال فرمائے۔

اٰمین بجاہِ النّبیِّ الامین صلی اللہ علیہ والہ وسلم

نمازِ فجر پر 5 فرامینِ مصطفٰے

فرسٹ:بنتِ محمد عمران میمن(حیدر آباد)

نماز دینِ اسلام کے بنیادی ارکان میں سے ہے، اس کی فرضیت قرآن و سنت اور اِجماعِ اُمّت سے ثابت ہے۔ ایک مسلمان اپنے دن کا آغاز نمازِ فجر سے کرتا ہے، اس لیے اس کا اہتمام نہایت ضروری ہے۔ نمازِ فجر طلوعِ فجر سے طلوعِ آفتاب کے درمیانی وقت میں ادا کرنی لازم ہے۔ فجر کی نماز کی فضیلت اتنی ہے کہ اس کا اندازہ نہیں لگایا جا سکتا۔ ذرا غور کیجیے! فجر کا وقت کتنا رفیع المنزلت اور کس قدر بابرکت ہے کہ خود اللہ پاک فرماتا ہے:وَ الْفَجْرِۙ۝ وَ لَیَالٍ عَشْرٍۙ۝ (پ30، الفجر:1-2)ترجمۂ کنز الایمان: اس صبح کی قسم اور دس راتوں کی۔ جس طرح قرآنِ مجید میں نمازِ فجر کا کثرت سے ذکر کیا گیا ہے۔ اس طرح احادیثِ مبارکہ کا ذخیرہ نمازِ فجر کی فضیلت و اہمیت سے معمور ہے۔

نمازِ فجر پر مشتمل پانچ فرامینِ مصطفٰے: ❶حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے والد بیان کرتے ہیں: حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: مَنْ صَلَّى الْبَرْدَيْنِ دَخَلَ الْجَنَّةَ جس نے دو ٹھنڈی نمازیں (فجر و عصر) پڑھیں وہ جنت میں جائے گا۔[4] ❷حضرت عمارہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے حضور نبیِ اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: لَا يَلِجُ النَّارَ مَنْ صَلّٰى قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَ قَبْلَ غُرُوْبِهَا یعنی جس نے طلوعِ آفتاب اور غروبِ آفتاب سے پہلے نماز پڑھی وہ ہر گز دوزخ میں نہیں جائے گا۔[5] ❸حضرت جندب بن عبدُ اللہ رضی اللہ عنہ بیان

کرتے ہیں: حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے فرمایا: مَنْ صَلَّى الصُّبْحَ فَهُوَ فِي ذِمَّةِ اللّٰهِ، فَلَا يَطْلُبَنَّكُمُ اللّٰهُ مِنْ ذِمَّتِهِ بِشَيْءٍ فَيُدْرِكَهُ فَيَكُبَّهُ فِي نَارِ جَهَنَّمَ۔ جس نے صبح کی نماز پڑھی وہ اللہ پاک کی ذمہ داری میں ہے اور جس نے اللہ پاک کی ذمہ داری میں خلل ڈالا، اللہ پاک اس کو اوندھے منہ جہنم میں ڈال دے گا۔[6] ❹ حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے فرمایا: جو عشا میں حاضر ہوا گویا اس نے نصف رات قیام کیا اور جو صبح کی نماز میں حاضر ہوا گویا اس نے تمام رات قیام کیا۔[7] ❺ حدیث میں ہے: جس نے صبح کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھی، پھر طلوعِ آفتاب تک اسی جگہ بیٹھا اللہ پاک کے ذکر میں مشغول رہا، پھر آفتاب طلوع ہونے کے بعد اس نے دو رکعت نماز پڑھی تو اس کو ایک حج اور ایک عمرے کا ثواب ملے گا، پھر آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ازراہِ تاکید ارشاد فرمایا: پورے پورے حج و عمرے کا۔[8] افسوس! اکثر لوگ رات بھر فضول باتیں کرتے ہیں، فلمیں اور ڈرامے دیکھنے میں مشغول ہوتے ہیں، طرح طرح کے گناہ کرتے ہیں اور اللہ پاک کی نافرمانی میں مشغول رہتے ہیں۔ اس وجہ سے وہ فجر کے وقت بڑی غفلت اور غلبے کی نیند سوتے ہیں۔ یوں وہ نمازِ فجر جیسی عظیم الشان دولت سے محروم ہو جاتے ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے (وصالِ ظاہری سے قبل) جو آخری کلام فرمایا وہ تھا: اَلصَّلٰوۃ، اَلصَّلٰوۃ یعنی نماز، نماز، اور یہ کہ تم اپنے غلاموں کے بارے میں اللہ پاک سے ڈرتے رہنا۔[9] حضور اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے نزدیک فریضۂ نماز کی کتنی اہمیت ہے کہ آپ نے دنیا سے جاتے ہوئے بھی اس کی تاکید بلکہ تاکید بالائے تاکید کو انتہائی ضروری سمجھا۔

سیکنڈ: بنتِ عمران (اسپین)

کتنی خوش نصیب ہیں وہ جن کے دن کا آغاز نمازِ فجر اور اپنے ربِّ کریم کے حضور سجدے سے ہوتا ہے۔ نیز سونے سے پہلے بھی وہ سجدہ ریز ہو کر اللہ پاک کی نعمتوں کا شکر ادا کرتی ہیں۔ بہت سی احادیثِ مبارکہ میں فجر کی نماز کے فضائل بیان ہوئے ہیں۔ چنانچہ ❶ صحابی ابنِ صحابی حضرت عبدُ اللہ ابنِ عُمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، سردارِ مکۂ مکرمہ، سرکارِ مدینۂ منورہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: جو صبح کی نماز پڑھتا ہے وہ شام تک اللہ پاک کے ذمّے میں ہے۔ ایک دوسری روایت میں ہے: تم اللہ پاک کا ذمہ نہ توڑو، کیونکہ جو اللہ پاک کا ذمہ توڑے گا اللہ پاک اُسے اوندھا (یعنی اُلٹا) کرکے دوزخ میں ڈال دے گا۔[10][11] ❷ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو نمازِ عشا جماعت سے پڑھے گویا اُس نے آدھی رات قیام کیا اور جو نمازِ فجر جماعت سے پڑھے گویا اس نے پوری رات قیام کیا۔[12][13] ❸ حضرت عمارہ بن رُویبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے مصطفٰے جانِ رحمت صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کو فرماتے سنا: جس نے سورج کے طلوع و غروب ہونے (یعنی نکلنے اور ڈوبنے) سے پہلے نماز ادا کی (یعنی جس نے فجر و عصر کی نماز پڑھی) وہ ہرگز جہنم میں داخل نہ ہو گا۔[14][15] سبحان اللہ! فجر کی نماز پڑھنے سے بندہ اللہ پاک کے ذمے میں آجاتا ہے، فجر کی نماز جماعت سے پڑھنے والا گویا ایسا ہے جیسے اس نے پوری رات قیام کیا، لیکن! جو نمازِ فجر قضا کرے اس کے بارے میں ❹ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے پیارے آقا صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: جو صبح نماز کو گیا اِیمان کے جھنڈے کے ساتھ گیا اور جو صبح بازار کو گیا ابلیس (یعنی شیطان) کے جھنڈے کے ساتھ گیا۔[16][17] ❺ حضرت عبدُ اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: بارگاہِ رِسالت میں ایک شخص کے متعلق ذکر کیا گیا کہ وہ صبح تک سوتا رہا اور نماز کے لیے نہ اٹھا تو آپ نے ارشاد فرمایا: اس شخص کے کان میں شیطان نے پیشاب کردیا۔[18][19] نمازِ فجر کی پابندی کیجیے! کہیں ایسا نہ ہو کہ ہم نیند کی وجہ سے فجر کی نماز قضا کردیں اور پھر ہمیشہ کی نیند سوجائیں۔

نیکی کے کاموں میں تعاون کی 10 صورتیں

فرسٹ: بنتِ عبدالجبار مدنیہ (حیدر آباد)

آج کل نیکی کرنا بہت مشکل ہو گیا ہے۔ لیکن ایک سچ یہ بھی ہے کہ نیکی کرنا اب بہت آسان ہے۔ اگر زندگی میں انسان جیتے جی آخرت کی بہتری کا ذہن بنا کر جیتا ہے اور انسانیت کی خدمت کا جذبہ رکھتا ہے، تو ایسے انسان کے لئے نیکی کرنا بلکہ چھوٹی چھوٹی نیکیوں کے ذریعے اپنی آخرت سنوارنا کوئی مشکل کام ہی نہیں۔ اگر آپ کو اللہ پاک نے دین کی خدمت یا پھر کسی ایسے انسان کی مدد کیلئے چُنا جس کی زندگی مہنگائی کے حساب سے بہت مشکل ہوتی جا رہی ہے تو یقیناً آپ وہ خوش نصیب ہیں، جس پر ربِّ کریم کی خصوصی نظرِ کرم ہے۔ اپنے قلم کو صدقۂ جاریہ بنانے کی نیت سے نیکی کے کاموں میں تعاون کی دس صورتیں پیشِ خدمت ہیں: (1) کسی ایسی اسلامی بہن کی مدد کریں جو حافظہ، عالمہ، مقتیہ بن رہی ہو، لیکن اپنی ضرورت کی چیزیں بھی لینے کی استطاعت نہ رکھتی ہو، ہم اس کو چھوٹا موٹا سہارا دے کر اس کی مدد کریں تاکہ جب وہ دین کے کام میں مصروفِ عمل ہو تو اس کے ذریعے سے صرف اس کی ہی نہیں ہماری بھی آخرت سنور رہی ہو۔ (2) مسجد، جامعات و مدارس کی تعمیرات میں حصّہ ملانا چاہیے، چاہے رقم کی صورت میں ہو یا سامان کی صورت میں، جب تک اس مسجد میں عبادت ہوتی رہے گی، ہم بھی ثواب کماتی رہیں گی۔ ان شاءاللہ (3) مسجد، جامعات و مدارس میں قرآنِ مجید یا ضروری اشیا وقف کر دینا، جو حق دار ہوتے ہوئے بھی فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہ پڑھا رہی ہیں، صرف ثواب کی نیت سے انہیں اپنے ذاتی خرچ سے اللہ پاک کے دیے ہوئے میں سے ہر ماہ کچھ نہ کچھ ہدیہ بھجوایا کریں۔ (4) فی زمانہ تیزی سے بجلی اور گیس کی قیمتیں بڑھ رہی ہیں، لہٰذا اگر اللہ پاک نے اتنا نوازا ہے کہ آپ کسی سُنّی مدرسے، جامعہ یا مسجد کا بل بھر سکتی ہوں تو ان کے بلوں کی ادائیگی میں تعاون کر دیں، یہ بھی آپ کے لئے صدقۂ جاریہ میں شمار ہو گا، نیز نمازی پنکھے کے نیچے سکون سے نماز پڑھیں گے، ان شاءاللہ اس کی راحت آپ بھی محسوس کریں گی۔ (5) اگر فرض حج ادا کر چکی ہیں اور دوبارہ جانے کی بھی چاہت رکھتی ہیں اور بندوبست کر چکی ہوں تو اس ثواب کو مزید بڑھایئے اور رشدتِ غمِ مکہ و مدینہ والیوں کو بھی حج کروایئے، آپ کا ثواب ڈبل ہو جائے گا۔ ان شاءاللہ (6) کسی غریب کی بیٹی کی شادی میں اس کے جہیز یا طعام وغیرہ کی مد میں اس کی مدد کر دینا یا سہارا لگا دینا۔ (7) اگر آپ کو آپ کے ربّ نے اتنا علم عطا کیا ہے کہ طالبۂ علمِ دین کو سبق پڑھانے یا سمجھانے میں کچھ مدد کر سکیں تو اس نیک کام میں ضرور حصّہ لیں، کیونکہ علم جتنا خرچ ہوتا ہے اتنا ہی بڑھتا ہے۔ (8) کسی غریب کے گھر کی کفالت کر دینا، اس کو کپڑا یا راشن مہیا کر دینا یا اتنی رقم کی مالک کر دینا کہ جتنی آپ گنجائش رکھتی ہیں۔ (9) کسی مظلوم کے حق میں شہادت دے دینا۔ (10) راہ چلتے جھاڑیوں اور پتھروں کو راستے سے ہٹا دینا یا کسی کی فوتگی میں جو بے سہارا ہو، اس کے کفن دفن کا انتظام کر دینا، غسلِ میت جانتی ہیں تو دے دینا۔

یہ دنیا فانی ہے، یہاں ہر چیز ایک دن ختم ہو جانی ہے، لیکن وہ نیکی جو آپ نے اخلاص کے ساتھ کی ہے اور ریاکاری سے بچنے کی بھی پوری طرح کوشش کی ہے، وہ مرتے دم تک ختم نہیں ہوتی، نیکی چھوٹی سوچ کر نہیں چھوڑنی چاہئے، شیطان لاکھ سستی دلائے، اس نیکی میں ریاکاری کا عنصر بھی پایا جا رہا ہو، آپ اخلاص کے ساتھ کر گزریئے، کیونکہ اخلاص قبولیت کی چابی ہے۔

---

(1) بخاری، 2/229، حدیث: 2736 (2) پ 28، الحشر: 24، 23، 22 (3) صراط الجنان، 10/94 (4) بخاری، 1/210، حدیث: 574 (5) مسلم، ص 250، حدیث: 1437 (6) مسلم، ص 258، حدیث: 1493 (7) مسلم، ص 258، حدیث: 1491 (8) ترمذی، 2/100، حدیث: 586 (9) ابوداود، 4/437، حدیث: 5156 (10) فیضانِ نماز، ص 87 (11) مسند امام احمد، 2/445، حدیث: 5905 ملتقطاً (12) فیضانِ نماز، ص 93 (13) مسلم، ص 258، حدیث: 1491 (14) فیضانِ نماز، ص 99 (15) مسلم، ص 250، حدیث: 1436 (16) فیضانِ نماز، ص 88 (17) ابن ماجہ، 3/53، حدیث: 2234 (18) فیضانِ نماز، ص 90 (19) بخاری، 1/388، حدیث: 1144

جامعات کی معلمات، ناظمات اور تنظیمی ذمہ داران
کے دوسرے تحریری مقابلے کے عنوانات

قرآن کریم میں امم سابقہ کے قصص بیان کرنے کے مقاصد (مختصر تمہید کے بعد مقاصد مع نتائج ودرس وغیرہ بیان کریں نہ کہ مکمل قصے)

جہنم میں عورتوں کی کثرت کے اسباب و وجوہات (مختصر تمہید کے بعد احادیث کی روشنی میں بحوالہ لکھئے، کاپی پیسٹ نہ ہو، بلکہ آپ کی تحریری صلاحیت غالب ہو)

اولیائے کرام کا عشق رسول (اولیائے کرام کے عشق رسول پر مبنی اقوال و مختصر احوال نہ کہ طویل حکایات)

نوٹ: یہ مضامین صرف ایسی اسلامی بہنوں کے لئے ہیں جو جامعہ کی معلمہ یا ناظمہ یا کسی بھی سطح کی تنظیمی ذمہ دار ہوں۔

٭ ہر مضمون میں تمہید و اختتامیہ ضرور ہو۔ ٭ مضمون کے الفاظ تقریباً 500 ہوں۔ ٭ مضامین میں حوالہ جات لازمی لکھے جائیں۔ ٭ مضمون کسی بھی مقام مثلاً نیٹ کتب وغیرہ سے کاپی پیسٹ ہرگز ہرگز نہ ہو۔ ٭ اپنی تحریری صلاحیتوں کا استعمال لازمی کیا گیا ہو۔ ٭ مضمون کے لئے مواد مستند اور سنی علما کی کتب سے لیا گیا ہو۔ ٭ آیات کا ترجمہ فقط ترجمہ کنز الایمان یا کنز العرفان سے ہو لیکن آیات ذکر نہ ہوں۔ ٭ مضامین میں املا اور اردو ادب کا خاص خیال رکھا جائے۔ ٭ مضمون حتی المقدور کمپوز بھیجا جائے اگر ایسا کرنا مشکل ہو تو پھر صاف ستھری تصاویر کھینچ کر بھیجی جائیں تاکہ اسے پڑھنے اور سمجھنے میں کسی قسم کی دقت یا دشواری نہ ہو۔ ٭ ماہنامہ خواتین ویب ایڈیشن کو دیئے جانے والے مضامین کسی اور کو نہ دیئے جائیں۔

مضمون صرف اس نمبر پر سینڈ کریں: 03486422931 مضمون بھیجنے کی آخری تاریخ: 20 فروری 2022

بچوں میں پیٹ کی بیماریاں

ڈاکٹر اُمِّ سارب عطاریہ
(سندھ گورنمنٹ ہاسپٹل، کراچی)

بچوں میں پیٹ کی مختلف بیماریاں نہ صرف روز مرّہ کی زندگی کو متاثر کر سکتی ہیں بلکہ بچوں کی نشوونما (Growth) اور مناسب عمر کے حساب سے مناسب وزن نہ بڑھنا بھی پایا جاسکتا ہے۔ کچھ عام بیماریوں کے بارے میں مختصر ذکر کیا جاتا ہے:

(1) پیٹ درد کے اسباب (Causes of Abdominal pain)

بچوں میں تیزابیت (Acidity) کی وجہ سے پیٹ میں درد ہو تو بچّہ بار بار پیٹ کے بل لیٹنے کی کوشش کرتا ہے، چھوٹے بچے اگر مسلسل پیٹ میں درد کی شکایت کریں تو والدین یہ دیکھ لیں کہ بچّہ کب شکایت کرتا ہے، پیٹ کے کس حصّے میں درد ہوتا ہے، اگر بچّہ مسلسل روتا ہے یا رات میں ہی روتا رہتا ہے تو یہ پیٹ کے درد کی خاص علامات ہیں، اس کے علاوہ الٹیاں، منہ بھر قے، خراٹے کے ساتھ سانس لینا اور مسلسل کھانسی ہونا بھی تیزابیت کی علامت ہے۔

تیزابیت والی غذائیں: سافٹ ڈرنکس، چاکلیٹ، کافی، چائے،

سوڈا، مرچ مسالوں والی چپس اور مرغّن غذاؤں میں زیادہ تیزابیت ہوتی ہے۔ چونکہ بچّوں کا ہاضمہ کمزور ہوتا ہے تو بچّے تیزابیت کا شکار ہو جاتے ہیں۔ دودھ پلانے والی خواتین کو بھی ایسی چیزوں سے بچنا چاہئے۔ مائیں خود ایسی غذاؤں کا استعمال کریں جن سے دودھ میں مُضر اجزا شامل نہ ہوں۔ جن بچوں میں پیٹ کا درد ہوتا ہے ایک تحقیق کے مطابق 25 فیصد بچّوں میں بیماری کی وجہ سے ہوتا ہے اور باقی بچّوں میں خوف، ذہنی دباؤ اور اعصابی کمزوری کی وجہ سے بھی پیٹ کا درد ہو سکتا ہے۔ اس لئے والدین کو چاہئے کہ بچوں کو جن چیزوں سے یا جن مقامات پر جانے سے خوف پیدا ہوتا ہے یا جن اوقات میں باہر جانے سے خوف پیدا ہو سکتا ہے ان سے بچوں کو دور رکھیں۔ جہاں جائیں ساتھ لے جائیں، بچوں کو ذہنی سکون دیں کیونکہ جب بچّہ مایوس یا فکر مند ہوتا ہے تو اعصاب میں سختی پیدا ہو جاتی ہے۔ کیونکہ ناف کے ارد گرد اعصاب اور خون کی باریک نالیوں کا ایک نیٹ ورک ہوتا ہے جس میں خون کی کمی ہو جاتی ہے۔ جب بچّہ ذہنی دباؤ میں ہوتا ہے تو اس لئے بچّے کو پیٹ میں درد ہوتا ہے۔

(2) قبض اور اس کے اسباب

قبض ایک حالت کا نام ہے، جس میں فضلہ سخت ہو جاتا ہے اور خارج ہونے میں تکلیف ہوتی ہے، ماں کا دودھ پینے والے بچوں کو بوتل کا دودھ پینے والے بچّوں کے مقابلے میں قبض بہت کم ہوتی ہے۔ بالخصوص پاؤڈر والا دودھ پینے والے بچّوں میں یہ مسئلہ زیادہ ہوتا ہے۔

علامات: (1) پیٹ میں درد ہونا (2) پیٹ کا پھول جانا (3) پاخانہ کرتے ہوئے سخت تکلیف اور درد ہونا (4) خون آنا۔

علاج سے متعلق معلومات: کھانے میں بچّوں کو پھلوں کا جوس نہ دیں بلکہ پھل کھلائیے کہ موسمی پھل سے قبض کم ہوتی ہے۔ بچوں کو بازاری کھانوں سے دور رکھئے، چکی کے آٹے (لال آٹے) کی روٹی کھلائیے کیونکہ اس میں فائبر کی تعداد زیادہ ہوتی ہے۔ بچوں کو سبزیوں کی عادت لازمی ڈالئے، ایک سال سے بڑے بچّے کو اگر دائمی قبض کی شکایت ہو تو اسے دودھ کم دیجئے اور روٹی، بریڈ، کھیر اور گُڑ یا شکر کے ساتھ دیسی گھی کا پراٹھا بنا کر کھلائیے۔ صبح روغنِ بادام، زیتون کا تیل اور اسپغول کا چھلکا بھی دودھ یا دہی میں ملا کر دیجئے۔

چھوٹے بچوں میں پیٹ کا مساج کیجئے، نہلانے سے پہلے یہ مساج صحت کے لئے بھی مفید ہے اور بچوں کو قبض اور گیس سے بھی محفوظ رکھتا ہے۔ مائیں جو چیز کھاتی ہیں اس کا اثر بھی بچّے کی صحت پر پڑتا ہے اس لئے ماں کو چاہئے کہ طاقت ور چیزیں کھائے تاکہ خود بھی صحت مند رہے۔ انجیر، خشک خوبانی، سبزیاں، پھل اور پانی کا استعمال زیادہ کیجئے۔ اگر چھوٹے بچّے کو پاخانہ کرنے میں دشواری ہو تو جس طرح عام افراد کے لئے ورزش فائدہ کرتی ہے اس طرح بچوں کو بھی قبض سے دور رکھتی ہے۔ لہٰذا بچّے کی ٹانگوں کو سائیکل کی طرح گھمائیے اس طرح اسے پاخانہ کرنے میں آسانی ہو گی۔

والدین کے لئے: اگر بچّے کو بار بار پیٹ میں درد ہو، سوتے ہوئے ایک دَم سے روتا ہوا اٹھ جائے، کھیلتے کودتے ہوئے ایک دَم سے رونا شروع کر دے تو ڈاکٹر کے پاس لے جائیے۔

اپنے بچوں پر خاص توجہ دیجئے۔ اللہ پاک سے دعا ہے کہ وہ ہمارے بچوں کو پیٹ درد سمیت تمام بیماریوں سے محفوظ فرمائے۔

اٰمِین بِجاہِ النّبیِّ الْاَمین صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم

نوٹ: ہر دوا یا غذا اپنے ڈاکٹر (طبیب / حکیم) کے مشورے سے ہی استعمال کیجئے۔

مدنی خبریں

کراچی میں عالمی مجلس اور مجلس بین الاقوامی امور کی اراکین اسلامی بہنوں کا مدنی مشورہ

صاحبزادیِ عطار نے دینی کاموں میں بہتری لانے کے متعلق تربیت فرمائی

دعوتِ اسلامی کے زیر اہتمام 17 جنوری 2022ء بروز پیر اسلامی بہنوں کے مدنی مرکز فیضانِ صحابیات کراچی میں عالمی مجلس اور مجلس بین الاقوامی امور کی اراکین اسلامی بہنوں کا مدنی مشورہ ہوا جس میں ملک اور بیرون ملک میں مقیم اراکین اسلامی بہنوں نے بذریعہ انٹرنیٹ شرکت کی۔ مشورے میں صاحبزادیِ عطار سلمہا الغفار نے بھی خصوصی شرکت فرمائی اور اسلامی بہنوں کو دینی کاموں میں بہتری لانے کے حوالے سے تربیتی مدنی پھول بیان کئے۔ مدنی مشورے میں مختلف تنظیمی اور انتظامی امور پر باہمی مشاورت بھی کی گئی۔

محمود آباد کراچی میں ایصالِ ثواب اجتماع کا انعقاد

صاحبزادیِ عطار کا ایصالِ ثواب کے موضوع پر بیان

شعبہ محفلِ نعت کے تحت 4 جنوری 2022ء کو کراچی کے علاقے محمود آباد میں مرحومہ ڈویژن نگران اسلامی بہن کی دوسری برسی کے موقع پر محفلِ نعت کا اہتمام ہوا جس میں کثیر تعداد میں ذمہ دار اور مقامی اسلامی بہنوں نے شرکت کی۔ صاحبزادیِ عطار سلمہا الغفار نے ”ایصالِ ثواب“ کے موضوع پر بیان کیا اور محفل میں شریک اسلامی بہنوں کو دینی کاموں میں وقت دینے کا ذہن دیا۔ اجتماعِ پاک میں مرحومہ کے ایصالِ ثواب کے لئے دعا و فاتحہ خوانی کا سلسلہ بھی ہوا۔

جعفر آباد خضدار کابینہ میں اجتماع

کابینہ نگران اسلامی بہن نے ”نماز“ کے موضوع پر بیان کیا

دعوتِ اسلامی کے زیرِ اہتمام 20 دسمبر 2021ء کو خضدار کابینہ کے علاقے جعفر آباد میں سنتوں بھرے اجتماع کا انعقاد ہوا جس میں مقامی اسلامی بہنوں نے شرکت کی۔ اجتماعِ پاک میں کابینہ نگران اسلامی بہن نے ”نماز“ کے موضوع پر بیان کیا اور نماز کا طریقہ سکھایا، انہوں نے اسلامی بہنوں کو بڑھ چڑھ کر دینی کام کرنے کا ذہن بھی دیا جس پر اجتماع میں موجود اسلامی بہنوں نے اچھی اچھی نیتوں کا اظہار کیا۔

نیو سعید آباد بلدیہ ٹاؤن کراچی میں ”Basics of Islam“ سیشن کا انعقاد

سیشن میں شریک 131 بچوں اور بچیوں کو اسلام کی بنیادی باتیں سکھائیں گئیں

شعبہ شارٹ کورسز کی جانب سے بلدیہ ٹاؤن کراچی کے علاقے نیو سعید آباد میں چھوٹے بچوں اور بچیوں کو دینِ اسلام کی بنیادی معلومات سے روشناس کروانے کے لئے ایک کورس بنام ”Basics of Islam“ منعقد کیا گیا۔ کورس 23 دسمبر 2021ء کو شروع ہو کر 31 دسمبر 2021ء کو اختتام پذیر ہوا جس میں 131 بچوں اور بچیوں نے شرکت کی۔ اس کورس میں بچوں بچیوں کو چند انبیائے کرام علیہم السلام کی سیرت و ان کے متعلق دلچسپ واقعات بتائے گئے جبکہ عقائد میں اسلام کی بنیادی چیزیں توحید، فرشتے، جنات کا وجود، قرآن پاک، پل صراط، جنت دوزخ، موت و قبر، حساب، قیامت وغیرہ کے متعلق اہم

باتیں سکھائی گئیں۔اس کے علاوہ ایمانِ مجمل اور ایمانِ مفصّل کے ساتھ ساتھ وضو اور نماز کا طریقہ، کلمے، اذکارِ نماز سمیت کئی سنتیں اور آداب سکھائے گئے۔

ماہ دسمبر 2021ء کی

آن لائن شارٹ کورسز ڈیپارٹمنٹ کی کارکردگی

مختلف 19 کورسز میں ایک ہزار 174 اسلامی بہنیں شریک ہوئیں

ماہ دسمبر 2021ء میں دعوتِ اسلامی کے آن لائن شارٹ کورسز ڈپارٹمنٹ کے زیرِ اہتمام ملک و بیرونِ ملک (ہند کے شہروں دہلی، ممبئی، کلکتہ، اجمیر، بریلی جبکہ یوکے کے شہروں برمنگھم، لندن، مانچسٹر، بریڈفورڈ نیز اسکاٹ لینڈ، سڈنی آسٹریلیا، ملبرن، نیوزی لینڈ، ترکی، ہالینڈ، بیلجیم، ڈنمارک، اٹلی، ساؤتھ افریقہ، امریکہ، کینیڈا، بوٹسوانا، تنزانیہ، موزونزو، قطر، موریشس، کرغستان، U.A.E، عرب شریف، بحرین، ایران، کویت، ملائشیا اور پاکستان کے شہروں کراچی، اسلام آباد، لاہور) میں اسلامی بہنوں کو 19 مختلف کورسز کروائے گئے جن میں تقریباً ایک ہزار 174 اسلامی بہنوں نے شرکت کی۔ تفصیلات کے مطابق اسلامی بہنوں کو احکامِ وراثت کورس، اپنی نماز درست کیجئے کورس، فرض علوم کورس، ون ڈے سیشن آیئے نماز درست کریں، تفسیر سورۂ رحمٰن کورس، کفن دفن کورس، طہارت کورس، آیئے دینی کام سیکھیں کورس، فیضانِ زکوۃ کورس، ہفتہ وار سنتوں بھرا اجتماع کورس، تفسیر سورۂ بقرہ کورس، تفسیر سورۂ ملک، میرا راستہ میری منزل سیشن، مدنی قاعدہ کورس، فیضانِ علمِ دین سیشن، ہمارا اسلام کورس، علم نور ہے سیشن، تفسیر القراٰن کورس اور Journey to Light کورسز کروائے گئے۔

آسٹریلیا میں 26 دن پر مشتمل

تفسیر سورۃ البقرہ کورس کا انعقاد

کوئنزلینڈ، پرتھ اور میلبرن سے اسلامی بہنوں کی شرکت

دعوتِ اسلامی کے شعبہ شارٹ کورسز کے زیرِ اہتمام آسٹریلیا میں بذریعہ انٹرنیٹ تفسیر سورۃ البقرہ کورس کا اختتام 4 جنوری 2022ء کو ہوا۔ اس کورس میں مقامی اسلامی بہنوں نے آسٹریلیا کے شہر کوئنزلینڈ، پرتھ اور میلبرن سے شرکت کی۔ کورس میں شریک اسلامی بہنوں کو سورۂ بقرہ کا مکمل ترجمہ و تفسیر سننے کے ساتھ ساتھ صراط الجنان سے حاصل ہونے والے نکات بیان کئے گئے۔ مزید اسلامی بہنوں کو رسالہ نیک اعمال سے اپنے اعمال کا جائزہ کرنے، قراٰن پاک کو درست تجوید کے ساتھ پڑھنے کے لئے اسلامی بہنوں کے مدرسۃ المدینہ میں داخلہ لینے کا ذہن دیا گیا جس پر انہوں نے اچھی اچھی نیتوں کا اظہار کیا۔

امریکہ کے شہر یوبا سٹی کیلیفورنیا میں سنتوں بھرا اجتماع

مبلغہ دعوت اسلامی نے ”تربیتِ اولاد“ کے موضوع پر سنتوں بھرا بیان کیا

دعوتِ اسلامی کے زیرِ اہتمام 7 جنوری 2022ء بروز جمعہ امریکہ کے شہر یوبا سٹی کیلیفورنیا میں اسلامی بہنوں کا سنتوں بھرا اجتماع منعقد کیا گیا جس میں مقامی اسلامی بہنوں نے شرکت کی۔ مبلغہ دعوت اسلامی نے ”تربیتِ اولاد“ کے موضوع پر سنتوں بھرا بیان کیا اور اسلامی بہنوں کو سنتوں بھرے اجتماع میں شرکت کرنے اور ہفتہ وار مطالعہ رسالہ پڑھنے / سننے کا ذہن بھی دیا۔ دوسری جانب 7 جنوری 2022ء بروز جمعہ امریکہ کے شہر ہیوسٹن میں قائم فیضانِ مدینہ میں اسلامی بہنوں کا سنتوں بھرا اجتماع منعقد کیا گیا جس میں مقامی اسلامی بہنوں نے شرکت کی۔ مبلغہ دعوت اسلامی نے ”نیکیوں میں دل کیسے لگے؟“ کے موضوع پر سنتوں بھرا بیان کیا۔ بعد ازاں اسلامی بہنوں کو سنتوں بھرے اجتماع میں شرکت کرنے نیز ذوق و شوق کے ساتھ دینی کام کرنے کی ترغیب بھی دلائی۔

اسلامی بہنوں کی مزید خبریں جاننے کے لئے وزٹ کیجئے

آفیشل نیوز ویب سائٹ ”دعوتِ اسلامی کے شب و روز“

Link: news.dawateislami.net

اسلامی بہنوں کے 8 دینی کاموں کا اجمالی جائزہ

نیکی کی دعوت کو عام کرنے کے جذبے کے تحت اسلامی بہنوں
کے دسمبر 2021 کے دینی کاموں کی چند جھلکیاں ملاحظہ فرمائیے:

دینی کام	اوورسیز کارکردگی	پاکستان کارکردگی	ٹوٹل
انفرادی کوشش کے ذریعے دینی ماحول سے منسلک ہونے والی اسلامی بہنیں	2651	6728	9379
روزانہ گھر درس دینے والیاں	30317	76119	106436
مدرسۃ المدینہ (اسلامی بہنیں)	3073	7508	10581
مدرسۃ المدینہ (اسلامی بہنیں) میں پڑھنے والیاں	22608	68778	91386
ہفتہ وار سنتوں بھرے اجتماع	3605	9375	12980
شرکائے اجتماع	96990	287715	384705
ہفتہ وار مدنی مذاکرہ سننے والیاں	27907	95233	123140
ہفتہ وار علاقائی دورہ (شرکائے علاقائی دورہ)	12048	22283	34331
ہفتہ وار رسالہ پڑھنے / سننے والیاں	134719	430709	565428
وصول ہونے والے نیک اعمال کے رسائل	31921	60976	92897

تحریری مقابلہ "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" کے عنوانات (برائے مئی 2022)

مضمون بھیجنے کی آخری تاریخ: 20 فروری 2022ء

1. قرآن کریم میں اُممِ سابقہ کے قصص بیان کرنے کے مقاصد
2. جہنم میں عورتوں کی کثرت کے اسباب و وجوہات
3. اولیائے کرام کا عشقِ رسول

مزید تفصیلات کے لئے اس نمبر پر رابطہ کریں:

صرف اسلامی بہنیں: +923486422931

رَجَبُ الْمُرَجَّب کے چند اہم واقعات ماہنامہ فروری 2022

پہلی رَجَبُ الْمُرَجَّب 1388ھ یومِ وصال
خلیفۂ اعلیٰ حضرت، حضرت مولانا عبدُ الحکیم خان شاہجہانپوری رحمۃ اللہ علیہ
مزید معلومات کے لئے
ماہنامہ فیضانِ مدینہ رَجَبُ الْمُرَجَّب 1438ھ پڑھئے۔

6 رَجَبُ الْمُرَجَّب 633ھ یومِ عُرس
سلطانُ الہند، خواجہ غریب نواز، حضرت حسن چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ
مزید معلومات کے لئے
ماہنامہ فیضانِ مدینہ رَجَبُ الْمُرَجَّب 1438 تا 1441ھ
اور مکتبۃُ المدینہ کا رسالہ "خوفناک جادوگر" پڑھئے۔

10 رَجَبُ الْمُرَجَّب 33 یا 36ھ یومِ وصال
صحابیِ رسول، حضرت سیّدُنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ
مزید معلومات کے لئے
ماہنامہ فیضانِ مدینہ رَجَبُ الْمُرَجَّب 1438ھ پڑھئے۔

13 رَجَبُ الْمُرَجَّب یومِ ولادت
مسلمانوں کے چوتھے خلیفہ، حضرت سیّدُنا علیُّ المرتضیٰ شیرِ خدا رضی اللہ عنہ
مزید معلومات کے لئے
ماہنامہ فیضانِ مدینہ رَمَضانُ المبارک 1438 تا 1442ھ
اور مکتبۃُ المدینہ کا رسالہ "کراماتِ شیرِ خدا" پڑھئے۔

14 رَجَبُ الْمُرَجَّب 32ھ یومِ وصال
عَمِّ رسول، حضرت سیّدُنا عباس بن عبدُ المطلب رضی اللہ عنہما
مزید معلومات کے لئے
ماہنامہ فیضانِ مدینہ رَجَبُ الْمُرَجَّب 1438 اور 1439ھ پڑھئے۔

15 رَجَبُ الْمُرَجَّب 148ھ یومِ وصال
تابعی بزرگ، حضرت سیّدُنا امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ
مزید معلومات کے لئے
ماہنامہ فیضانِ مدینہ رَجَبُ الْمُرَجَّب 1438ھ پڑھئے۔

22 رَجَبُ الْمُرَجَّب 60ھ یومِ وصال
صحابیِ رسول، کاتبِ وحی، حضرت سیّدُنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ
مزید معلومات کے لئے
ماہنامہ فیضانِ مدینہ رَجَبُ الْمُرَجَّب 1438، 1440ھ
اور مکتبۃُ المدینہ کی کتاب "فیضانِ امیر معاویہ" پڑھئے۔

25 رَجَبُ الْمُرَجَّب 101ھ یومِ وصال
تابعی بزرگ، عمرِ ثانی، حضرت سیّدُنا عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ
مزید معلومات کے لئے
ماہنامہ فیضانِ مدینہ رَجَبُ الْمُرَجَّب 1438ھ اور
مکتبۃُ المدینہ کی کتاب "عمر بن عبدُ العزیز کی 425 حکایات" پڑھئے۔

25 رَجَبُ الْمُرَجَّب 183ھ یومِ شہادت
آلِ رسول، حضرت سیّدُنا امام موسیٰ کاظم رحمۃ اللہ علیہ
مزید معلومات کے لئے
ماہنامہ فیضانِ مدینہ رَجَبُ الْمُرَجَّب 1438ھ پڑھئے۔

27 رَجَبُ الْمُرَجَّب سن 12 نبوی شبِ معراج
اللہ پاک نے نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو معراج کا معجزہ عطا فرمایا
مزید معلومات کے لئے
ماہنامہ فیضانِ مدینہ رَجَبُ الْمُرَجَّب 1438 تا 1442ھ
اور مکتبۃُ المدینہ کی کتاب "فیضانِ معراج" پڑھئے۔

اللہ پاک کی ان پر رحمت ہو اور ان کے صدقے ہماری بے حساب مغفرت ہو۔ اٰمِیْن بِجَاہِ خَاتَمِ النَّبِیّٖن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

"ماہنامہ فیضانِ مدینہ" کے شمارے دعوتِ اسلامی کی ویب سائٹ www.dawateislami.net اور موبائل ایپلی کیشن پر موجود ہیں۔

بڑے بول مت بولئے
ماہنامہ فروری 2022

از: شیخِ طریقت، امیرِ اہلِ سنّت حضرت علّامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطّاؔر قادری رضوی دامت برکاتہم العالیہ

حضرت سیّدنا عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے بیٹے عبد الملک کو نصیحت بھرا ایک خط روانہ فرمایا جس میں ایک نصیحت یہ بھی تھی: اپنی گفتگو کے ذریعے فخر کرنے یعنی بڑے بول بولنے اور خود پسندی سے بچتے رہو۔ (حلیۃ الاولیاء، 5/310) اے عاشقانِ رسول! ہم سے جو بھی اچھا کام ہوتا ہے وہ صرف اللہ پاک کی رحمت اور اس کے فضل ہی سے ہوتا ہے، اس میں ہمارا اپنا کوئی کمال نہیں ہوتا، مگر بعض لوگ مختلف مواقع پر فخریہ باتیں کرتے اور اپنے بارے میں بڑے بول بولتے نہیں تھکتے۔ مثلاً ”ہم نے جو دین کا کام کیا ہے ایسا کبھی کسی نے نہیں کیا، میں نے جو کتاب لکھی ہے ایسی کتاب کبھی کسی نے نہیں لکھی یا ایسی کتاب کوئی لکھ کر تو دکھائے، میرے بیان کے دوران تو ایک آدمی بھی اٹھ کر نہیں جاتا، اس کے کام کی ہمارے کام کے آگے کوئی حیثیت ہی نہیں! میرے علم کے آگے فلاں کے علم کی حیثیت ہی کیا ہے؟ وہ تو ابھی بچہ ہے، ہم تو اس میدان کے پُرانے کھلاڑی ہیں وغیرہ۔“ اس طرح کے کئی بڑے بول ہمارے ہاں عام طور پر لوگ بول دیتے ہیں جو کہ انہیں نہیں بولنے چاہئیں، یاد رہے کہ تکبر کے مختلف اسباب اور انداز وغیرہ حُجّۃُ الاسلام حضرت امام محمد بن محمد بن محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ”احیاء العلوم“ میں بیان فرمائے ہیں، چنانچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ زبان کے ذریعے تکبر کے تحت لکھتے ہیں: ”مثلاً ایک عبادت گزار فخر کے طور پر اور دیگر عبادت گزار لوگوں کے بارے میں زبان درازی کرتے اور ان کی عیب جوئی کرتے ہوئے کہتا ہے کہ فلاں عبادت گزار ہے کون؟ اس کا عمل کیا ہے؟ اسے بُزرگی کہاں سے ملی؟ میں نے اتنے عرصے سے نفل روزہ نہیں چھوڑا، نہ عبادت کے سبب راتوں کو سویا، روزانہ ایک مرتبہ قراٰنِ کریم ختم کرتا ہوں جبکہ فُلاں شخص سحری تک سویا رہتا ہے اور تلاوتِ قراٰن بھی زیادہ نہیں کرتا۔ فلاں آدمی نے مجھے تکلیف دینا چاہی تو اس کا بیٹا مر گیا یا مال لُٹ گیا یا وہ بیمار ہوگیا وغیرہ، اس طرح دَبے لفظوں میں اپنی کرامت کا بھی دعویٰ کر رہا ہوتا ہے، یوں ہی ایک عالِم فخر کرتے ہوئے کہتا ہے: میں مختلف فُنُون کا جامع ہوں، حقائق سے آگاہ ہوں، میں نے مشائخ کِرام میں سے فلاں فلاں کو دیکھا ہے، لہٰذا تُو کون ہے؟ تیری فضیلت اور تیری اوقات ہی کیا ہے؟ تونے کس سے ملاقات کی ہے اور کس سے حدیث کی سماعت کی ہے؟ یہ تمام باتیں وہ اس لئے کرتا ہے کہ سامنے والے کو حقیر اور خود کو عظیم قرار دے۔“ (احیاء العلوم، 3/430 ملخصاً) بعض لوگوں کی عادت ہوتی ہے کہ ”وہ اس طرح کہتے ہیں کہ اپنا مرید ہے، میرا شاگرد ہے۔“ مجھے (یعنی سگِ مدینہ کو) یہ بھی اچھا نہیں لگتا۔ ہاں ضرورتاً بولنا الگ بات ہے یا پھر اگر کوئی بہت ہی پہنچی ہوئی ہستی ہو جیسا کہ میرے مرشدِ کریم غوثِ پاک حضرتِ شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کہ انہوں نے فرمایا: ”مُرِیْدِیْ لَا تَخَفْ اَللّٰہُ رَبِّیْ یعنی میرے مرید مت خوف کر، اللہ پاک میرا رب ہے۔“ (مدنی پنج سورہ، قصیدۂ غوثیہ، ص264) تو یہ ان کو جچتا ہے، ان کا اس طرح کی بات کرنا کوئی معیوب نہیں ہے۔ بعض لوگ کسی کو دعا دیتے ہوئے کہتے ہیں کہ ”جا بچّہ! جا بیٹا! جا بھائی! میری دعا تیرے ساتھ ہے،“ مجھے تو یہ جملے بولنا بھی کچھ مناسب نہیں لگتے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ اس طرح بولنے کی میری عادت نہیں ہے۔ اگر کسی کو دعا دینی بھی ہے تو یوں کہنا چاہئے کہ اللہ کریم آسانی کرے، اللہ خیر کرے، اِنْ شَآءَ اللہ سب بہتر ہو جائے گا۔ البتہ یہ کہنا کہ ”میری ماں کی دعا میرے ساتھ ہے“ یہ الگ چیز ہے، اس میں حرج نہیں۔ اللہ کریم ہمیں دیگر گناہوں کے ساتھ ساتھ زبان کی آفتوں سے بھی محفوظ فرمائے۔ اٰمِیْن بِجَاہِ خَاتَمِ النَّبِیّٖن صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم

نوٹ: یہ مضمون 4 رجبُ المرجب 1441ھ مطابق 28 فروری 2020ء کو عشا کی نماز کے بعد ہونے والے مدنی مذاکرے کی مدد سے تیار کرکے امیرِ اہلِ سنّت دامت برکاتہم العالیہ سے نوک پلک سنوروا کر پیش کیا گیا ہے۔

فیضانِ مدینہ، محلّہ سوداگران، پرانی سبزی منڈی، باب المدینہ (کراچی)
UAN: +92 21 111 25 26 92 Ext: 2650 / 1144
Web: www.maktabatulmadinah.com / www.dawateislami.net
Email: feedback@maktabatulmadinah.com / ilmia@dawateislami.net